حنفی نماز مدلّل

احادیثِ طیّبہ کی روشنی میں

زیرِ نظر کتاب میں احادیثِ طیبہ کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حنفی نماز مسنون اور محمّدی نماز ہے، نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، لہٰذا اس کو احادیث کے خلاف کہنا حقیقت پر پردہ ڈالنے کے سوا کچھ نہیں ۔

مرتب

مفتی محمد سلمان زاہد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی۔ استاذ جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر کراچی

مکتبہ اُمِّ احسن کراچی

جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر کراچی

نام کتاب ☜ حنفی نماز مدلّل (احادیثِ طیّبہ کی روشنی میں)۔

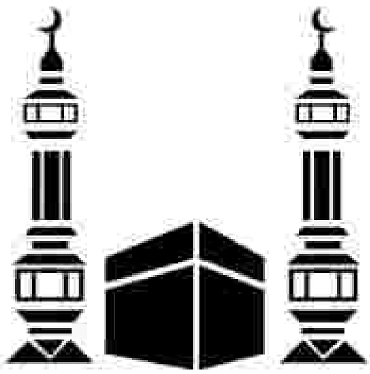
تالیف ☜ مفتی محمد سلمان زاہد

طبع اول ☜ جون 2017ء بمطابق رمضان المُبارک ۱۴۳۸ھ

کمپوزنگ ☜ اَبو محمد: 03333858577

ای میل ☜ salman.jduk@gmail.com

ناشر و مقامِ اشاعت ☜ جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر کراچی



حيّ على الفلاح

ملنے کا پتہ

مکتبہ اُمِّ احسن

☎ 03132020645 – 03333858577

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

اللہ تعالیٰ نے جو دین دیا ہے وہ قیامت تک آنے والی اِنسانیت کیلئے ایک مکمل دستورِ حیات اور زندگی گزارنے کیلئے ایک جامع ضابطہ حیات ہے، قیامت تک اُس میں کوئی اپنی خواہشات اور خود ساختہ خیالات کو داخل نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی کرنا بھی چاہے تو اللہ کے محبوب و پسندیدہ بندوں کی ایک جماعت اُس کھوٹ کو کھرے سے ممتاز و نمایاں کر کے اُمّت کے سامنے واضح کر دیتی ہے اور یہ دراصل دینِ محمدی کا ایک اِعجاز ہے جو پچھلے اَدیان کو حاصل نہ ہو سکا۔

ہمارے زمانے میں بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے جمہور اُمّتِ مسلمہ کے مسلّمہ و متفقہ نظریہ و طریقہ سے یکسر اِنحراف کرتے ہوئے یہ جدید نظریہ اور خیال اَپنایا ہے دین و شریعت کے کسی بھی مسئلہ میں سَلفِ صالحین اور ائمہ مجتہدین کی تقلید اور اِتباع کی کوئی ضرورت نہیں، اِنسان کو چاہیئے کہ براہِ راست قرآن و حدیث کی نصوص میں غور و تدبّر کر کے اُن سے راہنمائی حاصل کرے، ایسے لوگ ائمہ مجتہدین کو تو کسی خاطر میں کیا لاتے اُنہوں نے تو حضرات صحابہ کرام تک کے اِجماعی اور اِتفاقی مسائل کو بھی یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے کسی عمل اور آپ ﷺ کی کسی حدیث سے ثابت نہیں، چنانچہ تین طلاق کا مسئلہ جو حضرات صحابہ کرام کا متفقہ اور اِجماعی مسئلہ ہے، اور جس پر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے مبارک عہد میں جمہور صحابہ کرام کا اِجماع اور اِتفاق ہو گیا

تھا،اِسی طرح بیس رکعات تراویح کا مسئلہ جس پر جمہور صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین اور تمام سلَفِ صالحین متفق ہیں، اور اِسی وجہ سے ائمہ مجتہدین کا بھی اُس میں کوئی اختلاف نہیں، لیکن اِس مخصوص طبقہ کے لوگ اُس اِجماع اور اِتفاق کو ماننے کیلئے تیار نہیں اور اپنے خود ساختہ نظریہ (ایک مجلس کی تین طلاقوں کے ایک ہونے اور تراویح کی رکعات کے آٹھ رکعت ہونے) کو دین کی حیثیت سے جانتے، سمجھتے اور اختیار کرتے ہیں اور پھر اُسے دوسروں پر مسلّط کرنے کیلئے سرگرمِ عمل بھی ہوتے ہیں، ان کے نزدیک ہر وہ شخص جو اپنے دینی اُمور میں کسی مسلَک اور کسی اِمام کی اِتباع کرے وہ گمراہ اور راہِ حق سے ہٹا ہوا ہے۔ چنانچہ فقہِ حنفی کے مطابق نماز پڑھنے والا (العیاذ باللہ) محمّدی نماز سے دور ہے اور وہ اپنی رائے اور قیاس کے مطابق عمل کر رہا ہے، اور ان میں جو غالی اور متشدّد قسم کے لوگ ہیں وہ تو فقہِ حنفی کے مطابق نماز پڑھنے والے کی نماز کو نماز ہی سمجھنے کیلئے تیار نہیں، چنانچہ بڑی شدّ و مد اور جوش و جذبہ کے ساتھ سادہ لوح عَوام کو یہ باوَر کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ نماز میں رفعِ یدین نہ کرنے کی وجہ سے یا اِمام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ نہ پڑھنے کی وجہ سے نماز ہی نہیں ہوتی اور جتنی نمازیں زندگی بھر پڑھی گئی ہیں وہ سب کالعدم اور فاسد ہیں۔ (استغفر اللہ)

حالانکہ یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہیئے کہ ائمہ مجتہدین نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ احادیثِ طیّبہ کی روشنی میں اور قرآن و حدیث کی نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے ہی بیان کیا ہے اُس میں اُن کی عقل ورائے، قیاس اور ذاتی نظریہ وخیال کا کوئی دخل نہیں، اور چونکہ کسی مسئلہ میں بعض اوقات روایات میں نبی کریم ﷺ کے قول و عمل میں بھی اختلاف ملتا ہے اِس لئے اُس میں ترجیح دینے کے اندر ائمہ کرام کا بھی اختلاف ہوا

ہے، لیکن وہ اختلاف خود حدیث کی رُو سے کوئی ممنوع اور قبیح اختلاف نہیں کہ اُس کو ہدفِ تنقید بناکر طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے بلکہ وہ اختلاف تو اُمت کیلئے رحمت اور نبی کریم ﷺ کی ساری احادیث پر عمل کی ایک بہترین شکل ہے جس کو سراسر اخیر و بھلائی کا اختلاف کہا جاتا ہے، نہ کہ شرّ و فساد کا اختلاف۔

زیرِ نظر کتابچہ اِسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے کہ فقہِ حنفی میں بیان کردہ نماز کا طریقہ کوئی احادیث نبویہ کے خلاف نہیں بلکہ وہ احادیثِ طیبہ کے عین مطابق اور نبی کریم ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ نماز کے عین موافق ہے، اُس کو نصوص و روایات کے خلاف کہنا اور عقل و قیاس کی اتباع قرار دینا حقیقت کو چھپانے اور اُس پر دَجل و فریب کے پردے ڈالنے کے سوا کچھ نہیں۔

واضح رہے کہ اِس کتاب میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف دلائل کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے، اُس کی تفصیل اور گہرائی میں جانے سے قصداً گریز کیا گیا ہے کیونکہ اِس پر تفصیلی کتب الحمد للہ موجود ہیں، ضرورت پڑنے پر اُن کی جانب رجوع کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے اور اہلِ حق کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور بروزِ محشَر بھی اہلِ حق کے معیّت میں ہمارا حشر فرمائے، دین میں غُلو، اِفراط و تفریط اور تفرّد سے کلی طور پر اجتناب کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

بندہ محمد سلمان غفرلہ

8 رمضان المُبارک 1438ھ

حنفی نماز مدلّل

قبلہ رُخ ہو کر تکبیرِ تحریمہ کہنا:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ۔(ابن ماجہ:803)

ترجمہ: حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو قبلہ رُخ ہو کر ہاتھوں کو اٹھاتے اور "اَللّٰہ أکبر" کہتے تھے۔

ہاتھ کہاں تک اُٹھائے جائیں:

عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكَادَ إِبْهَامَاهُ تُحَاذِي شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ۔(نسائی:882)

ترجمہ: حضرت عبد الجبار بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ کانوں تک اتنا اٹھاتے تھے کہ آپ کے دونوں انگوٹھے آپ کے دونوں کانوں کی لَو کے برابر ہو جاتے۔

ہاتھ کیسے اُٹھائے جائیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا اسْتَفْتَحَ أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فَلْيَرْفَعْ يَدَيْهِ، وَلْيَسْتَقْبِلْ بِبَاطِنِهِمَا الْقِبْلَةَ، فَإِنَّ اللَّهَ أَمَامَهُ۔(طبرانی اوسط:7801)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی تکبیر کہے تو اُسے چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور اُن کا اندرونی حصہ (یعنی ہتھیلیوں کا رُخ) قبلہ کی طرف کرے۔

ہاتھ کیسے باندھے جائیں:

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ فِيهِ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔(ابوداؤد:727)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت، گٹے اور کلائی پر رکھا۔

ہاتھ کہاں باندھے جائیں:

عَنْ عَلقَمَةَ بنِ وائِلِ بنِ حُجْرٍ،عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللہ عَنْهُ قَالَ: رَأیتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَهُ عَلَی شِمَالِهِ فِی الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ، باب وضع الیمین علی الشمال:3 / 320،321، رقم:3959)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللہ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ:إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔(سنن کبریٰ بیہقی:2342)(وکذا فی ابی داؤد:756)

ترجمہ: حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: نماز میں سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

ثناء پڑھنا:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ:«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ»۔(نسائی:899)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعاء پڑھتے :«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ »

تعوّذ:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾۔(النحل:98) ترجمہ: جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔(آسان ترجمہ قرآن)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ:«أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ»۔(مصنف عبد الرزاق:2589)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت سے پہلے "أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھا کرتے تھے۔

تسمیہ :

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ بِ {بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}۔(ترمذی:245)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کا افتتاح "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" سے کیا کرتے تھے۔

ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین کا آہستہ کہنا:

خَمْسٌ يُخْفِينَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَالتَّعَوُّذُ، وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَآمِينَ، وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔(مصنف عبد الرزاق:2597)

ترجمہ: مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پانچ چیزیں آہستہ آواز میں کہیں گے: ثناء، تعوذ، تسمیہ، آمین اور تحمید۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:قَالَ عُمَرُ:أَربَعٌ يُخْفَيْنَ عَنِ الْإِمَامِ:التَّعَوُّذُ،وَبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَ آمِيْن، وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔(کنز العمال:22893)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں کہ چار چیزیں امام آہستہ کہے گا: تعوّذ، تسمیہ، آمین اور اللّٰھم ربنا لك الحمد۔

فاتحہ اور سورت کا ملانا:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا»،قَالَ سُفْيَانُ: لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ۔(ابوداؤد:822)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: اُس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو فاتحہ اور اُس سے زائد نہ پڑھے۔ حدیث کے راوی حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ یہ حکم اُس شخص کے لئے ہے جو اکیلے نماز پڑھ رہا ہو۔

﴿قرأت کے وقت مقتدیوں کا خاموش رہنا﴾

اِس مسئلہ میں چونکہ مخالفین نے کافی اعتراضات اور بحث و تمحیص سے کام لیا ہے اس لئے یہاں بھی دلائل کو قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جارہا ہے:

ارشاد باری ہے:﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

ترجمہ:اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔(الأعراف:204،آسان ترجمہ قرآن)

"إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا. فَقَالَ:إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذْ قَالَ{غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّالِّينَ}،فَقُولُوا:آمِينَ،يُجِبْكُمُ اللهُ.......وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ،عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ قَتَادَةَ مِنَ الزِّيَادَةِ«وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا»"۔

ترجمہ:حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے ہمارے لئے سنّت کے اُمور کو واضح فرمایا اور ہمیں ہماری نماز (باجماعت) کا طریقہ بتلایا اور یہ فرمایا کہ:جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو درست کرلو،پھر تم میں سے کوئی شخص تمہاری اِمامت کرے،اور جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾کہے تو تم "آمِینَ" کہو،اللہ تعالیٰ تمہاری دعاء قبول فرمائیں گے۔حضرت سلیمان التیمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قتادہ سے

(مذکورہ حدیث میں) یہ زیادتی نقل کرتے ہیں کہ: جب اِمام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ (مسلم:404)

وضاحت: مذکورہ حدیث میں جماعت کے ساتھ ہونے والی نماز میں اِمام اور مقتدی کی ذمّہ داریوں کو واضح کیا گیا ہے، یعنی: جب اِمام "اللہ أکبر" کہے تو تم بھی "اللہ أکبر" کہو، جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ فاتحہ ختم کرے تو تم "آمین" کہو۔ اگر سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا مقتدی کیلئے لازم ہوتا تو جیسے تکبیر میں کہا گیا ہے کہ اِمام کے تکبیر کہنے پر تم بھی تکبیر کہو اِسی طرح قراءت کے موقع پر بھی یہ کہا جاتا کہ جب اِمام قراءت کرے تو تم بھی قراءت کرو، لیکن اِس کے بالکل برعکس یہ کہا گیا ہے کہ: "وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا" یعنی جب اِمام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

نوٹ: واضح رہے کہ حضرت سلیمان التیمی رحمۃ اللہ علیہ بخاری اور مسلم کے مشہور راوی ہیں اور بالاتفاق ثقہ اور مُتقِن ہیں لہٰذا مذکورہ بالا حدیث میں ان کی ذکر کردہ یہ زیادتی بالکل مقبول ہے، یہی وجہ ہے اِمام مُسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ زیادتی ذکر کرکے اُسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ زیادتی نقل کرنے میں حضرت سلیمان التیمی رحمۃ اللہ علیہ متفرّد بھی نہیں کہ ان پر تفرّد کا اِلزام لگایا جاسکے، بلکہ اور بھی کئی راویوں نے دوسری روایات میں اِسی زیادتی کو نقل کیا ہے، چنانچہ حضرت ابوعُبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کیلئے دیکھئے (مستخرج ابی عَوانہ:1698) حضرت عمر ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سعید بن ابی عَروبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت دیکھئے (دار قطنی:1249)

"عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ:«مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ القُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الإِمَامِ»۔«هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ»"۔(ترمذی:313)

ترجمہ: حضرت ابو نُعَیم وہب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ یہ فرمارہے تھے: جس نے نماز پڑھی اور اُس میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی تو گویا اُس نے نماز ہی نہیں پڑھی، ہاں! مگر یہ کہ وہ اِمام کے پیچھے ہو(تو نماز ہوجائے گی)۔ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے۔

وضاحت: حدیثِ مذکور جس کو اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بھی قرار دیا ہے اس میں بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ اِس حقیقت کو ذکر کیا گیا ہے کہ نماز سورۃ الفاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی لیکن اگر کوئی شخص اِمام کے پیچھے جماعت میں شریک ہو تو اُس کی نماز ہوجائے گی ،اِس لئے کہ حدیث کے مطابق اِمام کی قراءت کرنے سے مقتدی کی بھی قراءت ہوجاتی ہے، لہٰذا سورۃ الفاتحہ نہ پڑھنے کے باوجود بھی حکمی طور پر اُس کا پڑھنا معتبر ہوجاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا۔(ابن ماجہ:846)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِمام کو اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اُس کی اقتداء کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ»۔(دار قطنی:1502)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو پس امام کی قرأت ہی اُس کی قرأت ہے۔

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا كَانَ إِذَا سُئِلَ: هَلْ يَقْرَأُ أَحَدٌ خَلْفَ الإِمَامِ؟ يقول: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الإِمَامِ، وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ، قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لاَ يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ۔(مؤطا مالک:251)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے :جب تم میں سے کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اُس کے لئے امام کی قرأت ہی کافی ہے، اور جب اکیلے نماز پڑھے تو اُسے قرأت کرنی چاہیے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ:«أَتَقْرَءُونَ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ» فَسَكَتُوا فَسَأَلَهُمْ ثَلَاثًا فَقَالُوا إِنَّا لَنَفْعَلُ، قَالَ:فَلَا تَفْعَلُوا۔(طحاوی:1302)

ترجمہ: ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر اپنے رخِ انور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا امام کے پڑھتے ہوئے تم لوگ بھی قراءت کرتے

ہو ؟لوگ خاموش رہے، آپ ﷺ نے تین دفعہ یہی سوال کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: جی ہاں! ہم یہ کرتے ہیں، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ایسا مت کیا کرو۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا۔(مسند احمد:19723)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے نماز سکھائی اور فرمایا: جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو تم میں سے کسی ایک کو تمہاری امامت کرنی چاہیئے اور جب امام تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ:أَمَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصْرِقَالَ: فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهُ فَغَمَزَهُ الَّذِي يَلِيهِ، فَلَمَّا أَنْ صَلَّى قَالَ: لِمَ غَمَزْتَنِي؟قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُدَّامَكَ، فَكَرِهْتُ أَنْ تَقْرَأَ خَلْفَهُ، فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: من كان لَهُ إِمَامٌ فَإِنَّ قِرَاءَتَهُ لَهُ قِرَاءَةٌ۔(مؤطاء امام محمد:98)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کی نماز میں اِمامت کی، ایک شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کی، اُس کے ساتھ میں کھڑے شخص نے اُس کو (قراءت سے منع کرنے کیلئے) چٹکی نوچی، جب نماز ہوگئی تو اُس شخص نے (چٹکی نوچنے والے سے) کہا: تم نے مجھے چٹکی کیوں نوچی تھی؟ تو اُس نے جواب دیا: نبی کریم ﷺ تمہارے آگے قراءت کررہے تھے اِس لئے میں نے یہ ناپسند کیا کہ تم

حضور ﷺ کے پیچھے قراءت کرو، نبی کریم ﷺ نے یہ گفتگو سنی تو فرمایا: جس شخص کا امام ہو تو اُس امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔

مقتدیوں کے خاموش رہنے کا حکم سری وجہری تمام نمازوں میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «تَكْفِيكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ خَافَتَ أَوْ جَهَرَ»۔(دار قطنی:1252)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: تمہارے لئے امام کی قرأت ہی کافی ہے، خواہ امام ہلکی آواز میں پڑھے یا بلند آواز میں۔

كَتَبَ عُثْمَانُ إِلَى مُعَاوِيَةَ:إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوافَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لِلْمُنْصِتِ الَّذِي لَا يَسْمَعُ مِثْلُ أَجْرِ السَّامِعِ الْمُنْصِتِ۔(القراءۃ خلف الامام للبیہقی:137)

ترجمہ: حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو اس کی طرف کان لگا کر سنو اور خاموش رہو، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ اِرشاد فرمارہے تھے: جو شخص خاموش رہے اور اُسے سنائی نہ دے اس کیلئے ایسا ہی اجر ہے جیسا کہ اُس شخص کیلئے اجر ہے جو سنتے ہوئے خاموش رہے۔

فائدہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بات سے یہ اِشکال بھی دور ہو گیا جو بعض لوگ کرتے ہیں کہ جب سری نمازوں میں اِمام کے پیچھے سنائی ہی نہ رے رہا ہو تو خاموش کھڑے رہنے کا کیا فائدہ؟ کیا یہ فائدہ کم ہے کہ اُس کو سننے والے کے اجر ہی کی طرح اجر مل رہا ہے!!

قراءت خلف الاِمام کے مسئلہ میں خلفاءِ راشدین اور دیگر صحابہ کرام کا عمل:

امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے پر بہت سے صحابہ کرام کا عمل تھا، حتی کہ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم جیسی عظیم اور جلیل القدر شخصیات بھی اِسی پر عمل پیرا تھیں۔ چنانچہ ذیل میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور اُن کا عمل ملاحظہ فرمائیں، جس سے مسئلہ کو بہت اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے، اِس لئے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دین شناسی اور حدیث فہمی کا کوئی دعویدار نہیں ہو سکتا، لہٰذا حضرات صحابہ کرام کا عمل اِس بارے میں مضبوط اور ٹھوس دلیل کی حیثیت رکھتا ہے جس سے اِرشاداتِ نبویہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ» قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَشْيَاخُنَا أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: «مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ» قَالَ: وَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، كَانُوا يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ»۔ (مصنف عبد الرزاق:2810)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن زید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ راوی حضرت عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ ہمارے بہت سے مشائخ نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اِرشاد سنایا ہے کہ جس نے امام کے پیچھے قراءت کی اُس کی نماز ہی نہیں ہوگی، اور حضرت موسیٰ بن عقبہ نے مجھے خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔

موطاء امام محمد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: "لَيْتَ فِي فَمِ الذي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ حَجَرًا" کاش! کہ اُس شخص کے منہ میں پتھر ڈال دیے جائیں جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے۔ (موطاء امام محمد:98)

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: «تَكْفِيكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ»۔ (ابن ابی شیبہ:3884)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمہارے لئے اِمام کی قراءت ہی کافی ہے۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَا يُقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ جَهَرَ أَوْ لَمْ يَجْهَرْ۔ (القراءۃ خلف الامام للبیہقی: ص209)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام کے پیچھے قراءت نہیں کی جائے گی خواہ امام اونچی آواز سے تلاوت کرے یا نہ کرے۔

عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَخْطَأَ الْفِطْرَةَ»۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 3781)

ترجمہ: حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: جس نے اِمام کے پیچھے قراءت کی اُس نے فطرت کو کھودیا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ قَرَأَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ۔ (مصنف عبد الرزاق:2806)

ترجمہ: حضرت مُحمّد بن عجلان فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا: جس نے اِمام کے ساتھ قراءت کی وہ فطرت پر نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ:جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ:«إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا، وَسَيَكْفِيكَ ذَاكَ الْإِمَامُ»۔(مصنف ابن ابی شیبہ:3780)

ترجمہ: حضرت ابووائل فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور یہ دریافت کیا کہ کیا میں اِمام کے پیچھے قراءت کروں؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا: بیشک نماز میں مشغولیت ہوتی ہے اور تمہارے لئے وہی اِمام کافی ہے۔

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ:أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لا يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ وَفِيمَا يُخَافِتُ فِيهِ فِي الأُولَيَيْنِ، وَلا فِي الأُخْرَيَيْنِ۔(مؤطاء امام محمد:96)

ترجمہ: حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے جہری اور سرّی کسی بھی نماز میں قراءت نہیں کیا کرتے تھے، نہ پہلی رکعتوں میں نہ آخری رکعتوں میں۔

مصنّف عبد الرزاق میں اِمام کے پیچھے قراءت کرنے والے کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ اِرشاد نقل کیا گیا ہے: "مُلِئَ فُوهُ تُرَابًا" اُس کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے۔(مصنّف عبد الرزاق:2806)

حضرت ابواِسحاق فرماتے ہیں: "كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَقْرَؤُونَ خَلْفَ الْإِمَامِ" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اَصحاب اِمام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے تھے۔(مصنّف عبد الرزاق:2806)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ،فَقَالَ:لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ۔(مسلم:577)

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قراءت کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: امام کے ساتھ کسی بھی قسم کی قراءت نہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لَا قِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ" امام کے پیچھے قراءت نہیں کی جائے گی۔(ابن ابی شیبہ:3783)

حضرت موسیٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: "مَنْ قَرَأَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ"جو امام کے ساتھ قراءت کرے اُس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی۔(مصنف عبد الرزاق:2802)

عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا«كَانَا لَا يَقْرَآنِ خَلْفَ الْإِمَامِ»"۔(مصنف عبد الرزاق:2815)

ترجمہ: حضرت ابن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں امام کے پیچھے قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنهُمْ ، فَقَالُوا:«لَا تَقْرَءُوا خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ»۔(شرح معانی الآثار للطحاوی:1312)

ترجمہ: حضرت عُبید اللہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت عبد اللہ بن عُمر، حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے (امام کے پیچھے قراءت

کرنے کے بارے میں) دریافت کیا، تواِن سب نے یہی فرمایا: اِمام کے پیچھے کسی بھی نماز میں مت پڑھو۔

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ. فَقَالَ: «لَا»۔ (شرح معانی الآثار للطحاوی:1316)

ترجمہ: حضرت ابوحمزہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا میں قراءت کر سکتا ہوں جبکہ اِمام میرے سامنے ہو؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں۔

عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ». فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَجَبَتْ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَكُنْتُ أَقْرَبَ الْقَوْمِ مِنْهُ فَقَالَ: يَا كَثِيرُ مَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ إِلَّا وَقَدْ كَفَاهُمْ۔ (دار قطنی:1505)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ کیاہر نماز میں قراءت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (ہر نماز میں قراءت ضروری ہے)۔ اَنصار میں سے ایک شخص نے کہا: یہ (قراءت) تو واجب ہوگئی۔ حدیث کے راوی حضرت کثیر بن مُرّہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (اس حدیث کو سنانے کے بعد) میری جانب متوجّہ ہوئے اور میں لوگوں میں اُن کے سب سے زیادہ قریب تھا، پس اُنہوں نے فرمایا: اے کثیر! میں تو صرف یہی سمجھتا ہوں کہ اِمام جب کسی قوم کی اِمامت کرے تو وہ (قراءت کرنے میں) سب کی طرف سے کافی ہے۔

عَنْ نَافِعٍ وَأَنَسِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُمَا حَدَّثَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّهُ قَالَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ: «تَكْفِيكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ»۔(دار قطنی:1503)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ امام کے پیچھے قراءت کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے امام کی قراءت ہی کافی ہے۔

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا كَانَ إِذَا سُئِلَ: هَلْ يَقْرَأُ أَحَدٌ خَلْفَ الإِمَامِ؟ يقول: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الإِمَامِ، وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ، قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لاَ يَقْرَأُ خَلْفَ الإِمَامِ۔(موطاء مالک:251)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: جب تم میں سے کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اُس کے لئے امام کی قرأت ہی کافی ہے، اور جب اکیلے نماز پڑھے تو اُسے قرأت کرنی چاہیے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُمَا كَانَ يَنْهَى عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ۔(مصنف عبد الرزاق:2814)

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ القُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الإِمَامِ»۔«هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ»۔(ترمذی:313)

ترجمہ: حضرت ابو نُعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ یہ فرمارہے تھے: جس نے نماز پڑھی اور اُس میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی تو گویا اُس نے نماز ہی نہیں پڑھی، ہاں! مگر یہ کہ وہ اِمام کے پیچھے ہو (تو نماز ہو جائے گی)۔

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ قَالَ:سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ: أَتَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ شَيْئًا؟ فَقَالَ: «لَا»۔(مصنف عبد الرزاق:2819)

حضرت عُبید اللہ بن مِقسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ظہر اور عصر کی نماز (یعنی سری نمازوں) میں اِمام کے پیچھے قراءت کرتے ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا: نہیں۔

حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فُوهُ،قَالَ: أَحْسَبُهُ قَالَ: تُرَابًا أَوْ رَضْفًا"میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ شخص جو اِمام کے پیچھے قراءت کرتا ہے اُس کا مٹی یا اَنگارہ سے بھر جائے۔(مصنف عبد الرزاق:2808)

اِمام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :"أَدْرَكْتُ سَبعِيْنَ بَدرِيًا كُلُّهُمْ يَمْنَعُونَ الْمُقْتَدِي عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ"میں نے 70 بدری صحابہ کرام کو پایا ہے کہ وہ سب مقتدی کو اِمام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔(تفسیر روح المعانی:5/142)

عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي نِجَادٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ:«وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ جَمْرَةٌ»۔(مصنف ابن ابی شیبہ:3782)

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ وہ شخص جو اِمام کے پیچھے پڑھتا ہے اُس کے منہ میں انگارہ ہو۔

●—●—●—●—●

آمین آہستہ کہنا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا اِرشاد ہے:﴿أُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ ترجمہ: تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے پکارا کرو، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔(الأعراف:55، آسان ترجمہ قرآن)

وضاحت: مذکورہ آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آہستہ دُعاء کرنے کا حکم دیا ہے اور آمین کہنا بھی ایک دُعاء ہے، چنانچہ:

(1) حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آمین کہنا دُعاء ہے۔(بخاری:1/156)

(2) حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعاء پر جو آمین کہا تھا اُس کو بھی قرآن کریم میں "دُعاء" قرار دیا گیا ہے۔(یونس:89)(تفسیر بغوی)

(3) آمین کا معنی ہی دُعاء کے ہیں، چنانچہ اس کے معنی "اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ" کے ہیں، یعنی اے اللہ! سن لیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

لہٰذا مذکورہ بالا وجوہات کی بنیاد آمین بھی قرآن کریم کے مطابق آہستہ اور خفیہ کہنا چاہیئے تاکہ دُعاء کے اَدب کا لحاظ اور اُس کی رِعایت کی جاسکے۔

لفظِ آمین کو اللہ کے ناموں میں سے ایک نام بھی کہا گیا ہے، چنانچہ کئی روایات میں ہے:"آمِينَ:اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ"یعنی آمین اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:7971) پس گویا آمین کہنے والا اللہ کا ذکر کرتا ہے اور ذکر میں اصل "اِخفاء" یعنی ہلکے ذکر کرنا ہے، چنانچہ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے آہستہ ذکر

کرنے کا حکم دیا ہے، پس اِس سے معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا چاہیئے تاکہ ذکر کے اَدب کا لحاظ اور اُس کی رِعایت کی جاسکے۔

علّامہ فخر الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شافعی المسلک ہیں، اُنہوں نے آمین کے بارے میں اِسی مذکورہ بالا تحقیق کو بڑے اچھے اور عُمدہ انداز میں پیش کیا ہے، جو اُن ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

"فِي قَوْلِهِ:«آمِينَ»وَجْهَانِ:أَحَدُهُمَا: أَنَّهُ دُعَاءٌ. وَالثَّانِي: أَنَّهُ مِنْ أسماء اللَّهِ، فَإِنْ كَانَ دُعَاءً وَجَبَ إِخْفَاؤُهُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى:ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً وَإِنْ كَانَ اسْمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَجَبَ إِخْفَاؤُهُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى:﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَخِيفَةً﴾فَإِنْ لَمْ يَثْبُتِ الْوُجُوبُ فَلَا أَقَلَّ مِنَ النَّدْبِيَّةِ وَنَحْنُ بِهَذَا الْقَوْلِ نَقُولُ"۔(تفسیر کبیر للرازی:14/282)

ترجمہ: آمین کے بارے میں دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ یہ دُعاء ہے اور دوسرا یہ کہ یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، پس اگر یہ دُعاء ہے تو اس کو ہلکی آواز میں پڑھنا واجب ہے اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:"تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے پکارا کرو" اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے تب بھی اس کو ہلکی آواز میں پڑھنا واجب ہے، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"اور اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتا ہوا اور ڈرتا ہوا یاد کرتا رہ"۔پس اگر (آمین کو آہستہ کہنے کا) وجوب ثابت نہ بھی ہو تب بھی یہ مستحب ہونے سے کم تو نہیں ہوگا، اور ہم بھی یہی کہتے ہیں۔

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَرَأَ:{غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ}قَالَ: "آمِينَ " وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ۔(مسند احمد:18854)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور جب سورہ فاتحہ ختم کی تو آہستہ آواز میں آمین کہی۔

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ:كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِ{بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ}وَلَا بِالتَّعَوُّذِ,وَلَا بِالتَّأْمِينِ۔(شرح معانی الآثار:1208)

ترجمہ: حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما تسمیہ، تعوذ اور آمین بلند آواز میں نہیں کہا کرتے تھے۔

خَمْسٌ يُخْفِينَ:سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ،وَالتَّعَوُّذُ، وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَآمِينَ، وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔(مصنف عبد الرزاق:2597)

ترجمہ: مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پانچ چیزیں آہستہ آواز میں کہیں گے: ثناء، تعوذ، تسمیہ، آمین اور تحمید۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ،قَالَ:أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ،قَالَ:سَمِعْتُ حُجْرًا أَبَا الْعَنْبَسِ قَالَ:سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ، يُحَدِّثُ عَنْ وَائِلٍ، وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ وَائِلٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ{غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ}قَالَ:«آمِينَ»خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ۔(مسند ابوداؤد الطیالسی:1117)

ترجمہ: حضرت شُعبہ سے مَروی ہے کہ سلمہ بن کُہیل فرماتے ہیں کہ میں نے حُجر ابو العنبس سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ میں نے علقمہ بن وائل سے سنا، وہ (اپنے والد) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں جبکہ (حضرت حُجر ابو العنبس کے قول کے مطابق) میں نے خود بھی حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے نبی

کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نے (سورۃ الفاتحہ کے اختتام پر) ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا تو آہستہ آواز میں آمین کہا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور شُعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کا تعارض:

حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت حدیث کی کئی معتبر کتابوں میں موجود ہے، اِس کو حضرت سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شُعبہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہی نے نقل کیا ہے، حضرت شُعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں آمین آہستہ کہنے کا تذکرہ ہے جبکہ حضرت سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ زور سے آمین کہنا نقل کرتے ہیں، اور دونوں ہی کی روایت کردہ حدیث صحیح ہے، اس میں صحت و ضعف کا کوئی فرق نہیں، لہٰذا روایات کے اِس تعارض کو دور کرنے کیلئے ترجیح کے طریقے پر عمل کیا گیا ہے، آمین بالجہر کے قائلین نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو ترجیح دی ہے جبکہ آمین بالسّر کے مسلک کو اختیار کرنے والے اِمام شُعبہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔

﴿آمین بالسّر کی روایت کے راجح ہونے کی وجوہات﴾

حضرت شُعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت جس میں آمین کا سراً ہونا مذکور ہے، اُس کے راجح ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:

(1) آمین کے آہستہ کہنے کی روایت اَوفق بالقرآن یعنی قرآن کریم کے زیادہ مطابق ہے، اِس لئے کہ "آمین" بالاتفاق ایک دُعائیہ کلمہ ہے اور دُعاء کے بارے میں قرآن کریم کا حکم یہ ہے کہ اُسے آہستہ مانگنا چاہیئے، پس اِسی لئے آمین کا کلمہ بھی آہستہ ہی کہنا چاہیئے۔

(2) آمین کے آہستہ کہنے پر بہت سے صحابہ کرام حتی کہ خلفاء راشدین اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور تابعین کا بھی عمل ہے جو خود ایک بہت بڑی وجہ ترجیح ہے جس سے حضرت شُعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمین بالسِّر کی روایت کا راجح ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(3) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زور سے آمین کہنا تعلیم و تلقین کیلئے یعنی سکھانے کیلئے تھا، مستقل عادتِ شریفہ نہیں تھی، چنانچہ خود صحابیِ رسول حضرت ابووائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے اس کی صراحت کی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "**فَقَالَ: «آمِينَ» يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ مَا أَرَاهُ إِلَّا يُعَلِّمُنَا**" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۃ الفاتحہ کے بعد) بلند آواز سے آمین کہا، جس کے بارے میں میرا خیال یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھانے کیلئے زور سے آمین کہا تھا۔ (الکنیٰ والاسماء للدولابی: 1090)

اِسی طرح حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت میں ہے: "**فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ: «آمِينَ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ**" کے الفاظ مروی ہیں، یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الفاتحہ سے فارغ ہوئے تو تین مرتبہ آمین کہا۔ (طبرانی کبیر: 22/22)

غور کیجئے! مذکورہ روایت کا اِس کے علاوہ کوئی مطلب نہیں کہ یہ تین مرتبہ آمین کہنا لوگوں کو تعلیم دینے اور اُنہیں سکھانے کیلئے تھا، پس جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلافِ معمول ایک سے زائد مرتبہ آمین کہنا لوگوں کو سکھانے کیلئے تھا اِسی طرح خلافِ معمول آواز سے آمین کہنا بھی تعلیم و تلقین کیلئے تھا، کوئی مستقل عادتِ شریفہ نہیں تھی، ورنہ ان روایاتِ جہریہ کے ہوتے ہوئے حضرت عُمر، حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کے سراً آمین کہنے کا کیا مطلب ہو گا۔

(4) آمین کے زور سے کہنے کا مطلب بہت زیادہ اونچی آواز کے ساتھ آمین کہنا نہیں بلکہ اس سے "جہرِ خفیف" یعنی ہلکی آواز سے آمین کہنا مراد ہے جو سراً آمین کہنے کے خلاف نہیں، اور اس کی تائید کئی روایات سے ہوتی ہے، چنانچہ ابوداؤد شریف کی ایک روایت ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے آمین کہنے کی کیفیت کو یوں بیان کیا گیا ہے: "**حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ**" یعنی آپ ﷺ نے سورۃ الفاتحہ کے اختتام پر اتنی آواز سے آمین کہا یہاں تک کہ آپ ﷺ سے متصل پہلی صف کے کچھ لوگوں نے سنا۔ (ابوداؤد:934)

روایتِ مذکورہ میں "مِنْ" تبعیضیہ یعنی بعضیت کو بیان کرنے کیلئے ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ "پہلی صف کے کچھ لوگوں نے سنا" پوری صف کے لوگوں کا سننا مراد نہیں، کیونکہ اگر یہ تبعیض کیلئے نہ ہو اور مطلب یہ لیا جائے کہ پہلی صف کے تمام لوگوں نے سن لیا تو یہ درست نہ ہو گا کیونکہ یہ کیسے مُمکن ہو سکتا ہے کہ پہلی صف میں دور تک دائیں بائیں جانب کے تمام لوگوں نے تو سن لیا ہو لیکن امام کے بالکل پیچھے قریب کے دوسری صف میں کھڑے ہوئے لوگوں تک بھی آواز نہ پہنچی ہو۔ اِسی طرح ایک روایت میں ہے: "**حَتَّى يُسْمِعَ مَنْ يَلِيهِ**" یعنی آپ ﷺ اِتنی آواز سے آمین کہتے کہ اپنے سے متصل لوگوں کو سنا دیا کرتے تھے۔ (مصنف عبد الرزاق:2632)

پس اِن روایات کی روشنی میں روایاتِ جہریہ کا مطلب بھی "جہرِ خفیف" ہی لیا جائے گا اور یہ نبی کریم ﷺ کا یہ عمل بھی لوگوں کو تعلیم دینے اور سکھانے کیلئے تھا۔ پس اِس طرح روایات کا باہمی تضاد بھی باقی نہ رہے گا، حضرات صحابہ کرام کے عمل کی اتباع بھی ہو جائے گی اور دُعاء کا جو اصل ادب ہے اُس کی رعایت بھی ہو سکے گی۔

سورت کا ملانا صرف پہلی دو رکعتوں میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ،أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔(ابن ابی شیبہ: 3741)

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

رکوع کرنا:

﴿وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾۔(البقرۃ:43)

ترجمہ: اور رُکوع کرنے والوں کے ساتھ رُکوع کرو۔(آسان ترجمہ قرآن)

ایک معروف حدیث جو "حدیثِ اعرابی" کے نام سے مشہور ہے اُس میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُس اعرابی کو جس نے جلدی جلدی نماز پڑھی تھی، آپ ﷺ نے اُسے نماز سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا" یعنی قراءت سے فارغ ہونے کے بعد پھر تم اِطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔

رکوع کا طریقہ :

رکوع کرنے کے طریقے میں کئی چیزیں ہیں جن کی تفصیل احادیث طیبہ کے ساتھ مندرجہ ذیل ہے:

رکوع میں کمر سیدھی ہونی چاہیئے:

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے رکوع کا طریقہ یہ اِرشاد فرمایا: "فَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ، ثُمَّ هَصَرَ

ظَهْرَهُ "پس جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑا پھر اپنی کمر کو ہموار اور برابر رکھا۔ (صحیح ابن خزیمہ: 643)

رکوع میں سر کو کمر کے برابر سیدھا رکھنا چاہیے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "كَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ، وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ "جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو نہ اپنے سر کو اونچا رکھتے تھے اور نہ نیچا، بلکہ دونوں کے درمیان (یعنی برابر) رکھتے تھے۔ (مسلم: 498)

رکوع میں ہاتھوں کو پہلو سے الگ اور اُنگلیاں کشادہ رکھنی چاہیئے:

يَا بُنَيَّ! إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ، وَفَرِّجْ بَيْنَ أَصَابِعَكَ، وَارْفَعْ يَدَيْكَ عَنْ جَنْبَيْكَ۔ (طبرانی اوسط: 5991)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! جب تم رکوع کرو تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھو اور اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے الگ رکھو۔

رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر جما کر رکھنا چاہیئے:

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے رکوع کا طریقہ یہ اِرشاد فرمایا: "فَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ "پس جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑا۔ (صحیح ابن خزیمہ: 643)

ایک اور روایت میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ ہی کا یہ اِرشاد نقل کیا گیا ہے: "ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا "یعنی پھر آپ ﷺ نے

رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر اس طرح رکھا گویا آپ انہیں پکڑے ہوئے ہوں۔(ابوداؤد:734)

رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر سیدھا رکھنا چاہیئے:

ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَتَجَافَى عَنْ جَنْبَيْهِ۔(ابوداؤد:734)

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر آپ نے رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر اس طرح رکھا گویا آپ انہیں پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے ہاتھوں کو سیدھا رکھا اور انہیں پہلوؤں سے الگ رکھا۔

رکوع کی تسبیحات اور اُس کی تعداد:

إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ، فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ العَظِيمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ۔(ترمذی:261)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور اپنے رکوع میں تین مرتبہ یہ کہے "سُبْحَانَ رَبِّيَ العَظِيمِ" تو اُس نے اپنا رکوع مکمل کر لیا، اور یہ کم سے کم مقدار ہے۔

قومہ میں اطمینان کے ساتھ کھڑے ہونا:

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ:«رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتَوَى جَالِسًا حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ»۔(بخاری تعلیقاً:1/159)

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جسم کا ہر جوڑ اپنی جگہ لوٹ آیا۔

وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ، حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ، لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا۔(مسلم:498)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے اٹھ کر جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ نہیں کرتے تھے اور سجدہ سے اُٹھ کر جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے دوسرے سجدہ میں نہیں جاتے تھے۔

رکوع سے کھڑے ہوتے ہوئے سمع اللہ اور قومہ میں تحمید کہنا:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ۔(بخاری:789)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر (قیام و قراءت سے فارغ ہو کر) جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر رکوع سے اپنی کمر مبارک اٹھاتے تو "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہتے پھر کھڑے ہو کر "رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ" کہتے۔

منفرد صرف تحمید پر اکتفا کرے گا:

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:وَإِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔(دارمی:1349)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے: جب امام "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہے تو تم "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہو۔

●—●—●—●—●

﴿رکوع میں جاتے اور اٹھتے ہوئے رفع یدین نہ کرنا﴾

اِس مسئلہ میں بھی بعض لوگ بڑی شدّت اور غلو سے کام لیتے ہیں اور رفعِ یدین نہ کرنے والوں کی نماز کو فاسد اور ناقص قرار دیتے ہیں، اِس لئے اِس مسئلہ کو قدرے تفصیل سے ذکر کیا جارہا ہے تاکہ حقیقت کو اچھی طرح سمجھا جاسکے:

نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے ہوئے یا رکوع سے اُٹھتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں تک نہیں اُٹھایا جاتا اور اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ:أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً۔(نسائی:1058)(ابوداؤد:748)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کے سفر و حضر کے ساتھی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لوگوں سے فرمانے لگے: میں تمہیں نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ نہ بتاؤں؟ اُس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور صرف ایک مرتبہ تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھایا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:«صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ»۔(مسند ابویعلیٰ موصلی:5039)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، انہوں نے سوائے تکبیر تحریمہ کے کہیں بھی اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھایا۔

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ۔(ابوداؤد:748)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں قریب تک اُٹھاتے پھر اُس کے بعد (رکوع میں جاتے ہوئے یا رکوع سے اُٹھتے ہوئے) دوبارہ نہیں اُٹھاتے تھے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ۔(ابوداؤد:752)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے نماز کے شروع میں اپنے ہاتھ اُٹھائے پھر فارغ ہونے تک دوبارہ نہیں اُٹھائے۔

حضرت براء بن عازب اور عباد بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایتوں میں بھی نبی کریم اکا یہی عمل منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھایا اور اُس کے بعد نماز سے فارغ ہونے تک دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھائے۔

عَن عباد بن الزبير رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَن رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذا افْتتح الصَّلَاة رفع يَدَيْهِ فِي أول الصَّلَاة ثمَّ لم يرفعهما فِي شَيْء حَتَّى يفرغ۔(الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ: 1/152)

ترجمہ: حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو نماز کے شروع میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے پھر (نماز سے) فارغ ہونے تک کسی بھی رکن میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:«مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ»۔(مسلم:430)

ترجمہ:حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (حجرہ سے) نکل کر تشریف لائے اور فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ نماز میں اپنے ہاتھوں کو ایسے اُٹھارہے ہو جیسے وہ بدکے ہوئے گھوڑے کی دُمیں ہیں (ایسا نہ کیا کرو) نماز میں سکون سے رہا کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:«لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِينَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَيَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ، وَحِينَ يَقُومُ عَلَى الصَّفَا، وَحِينَ يَقُومُ عَلَى الْمَرْوَةِ، وَحِينَ يَقِفُ مَعَ النَّاسِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وبِجَمْعٍ، وَالْمَقَامَيْنِ حِينَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ»۔(طبرانی کبیر:12072)

ترجمہ:حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ہاتھوں کو صرف سات مقامات پر اُٹھایا جائے گا: نماز شروع کرتے ہوئے، جب مسجدِ حرام میں داخل ہو کر بیت اللہ پر نگاہ پڑے، جب صفاء کی پہاڑی پر چڑھے، جب مروہ کی پہاڑی پر چڑھے، جب عرفہ کی شام لوگوں کے ساتھ وقوف کرے، اور مزدلفہ میں (وقوفِ مزدلفہ کے وقت) دونوں مقام پر جبکہ جمرہ کی رمی کرے۔

ترکِ رفعِ یدین کے مسئلہ میں خلفاءِ راشدین اور دیگر صحابہ کرام کا عمل:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ" میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، انہوں نے سوائے تکبیر تحریمہ کے کہیں بھی اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھایا۔(مسند ابو یعلیٰ موصلی:5039)

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ" میں نے سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، اُنہوں نے نماز کے شروع میں تکبیر کے علاوہ کسی اور جگہ ہاتھ نہیں اُٹھایا۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:2454)

حضرت عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں:"أَنَّ عَلِيًّا، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ"حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر (آخر تک) دوبارہ نہیں اُٹھاتے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:2442)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت نُعیم مُجمِر اور ابو جعفر قاری رحمۃ اللہ علیہما نے خبر دی ہے:"أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِم فَكَبَّرَ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اُنہیں نماز پڑھاتے تھے تو ہر اُٹھتے اور جھکتے ہوئے تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہتے تھے۔ حضرت ابو جعفر قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:وَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ وَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے۔(مؤطا امام محمد:88)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ”كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَا يَسْتَفْتِحُ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا“یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے شروع میں (تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے)ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر (آخر تک) نہیں اُٹھاتے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:2443)

حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ“میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو صرف نماز کے شروع میں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھا۔(مصنف ابن ابی شیبۃ:2452)

حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ“میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، اُنہوں نے نماز کی صرف تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا۔(طحاوی:1357)

ترکِ رفعِ یدین کے مسئلہ میں کبار تابعین کا عمل:

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ،ثُمَّ لَا يَعُودُ، قَالَ: وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ، وَالشَّعْبِيَّ يَفْعَلَانِ ذَلِكَ“ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ پہلی تکبیر (تکبیرِ تحریمہ)میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے پھر دوبارہ (آخر تک) نہیں اُٹھاتے،راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت شعبی رحمہما اللہ کو بھی دیکھا کہ وہ بھی اِسی طرح کرتے تھے۔(طحاوی:1364)

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے:"أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرِ،ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا" وہ صرف پہلی تکبیر (یعنی تکبیرِ تحریمہ) میں ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر (آخر تک) نہیں اُٹھاتے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:2444)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"لَا تَرْفَعْ يَدَيْكَ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي الِافْتِتَاحَةِ الْأُولَى" نماز کے شروع میں (تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے) ہاتھ اُٹھاؤ اور اس کے علاوہ نماز کے کسی بھی رکن میں مت اُٹھایا کرو۔(مصنف ابن ابی شیبہ:2447)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :"إِذَا كَبَّرْتَ فِي فَاتِحَةِ الصَّلَاةِ فَارْفَعْ يَدَيْكَ، ثُمَّ لَا تَرْفَعْهُمَا فِيمَا بَقِيَ"جب تم نماز کے شروع میں تکبیر کہو تو اپنے ہاتھوں کو اُٹھاؤ پھر بقیہ پوری نماز میں ہاتھوں کو نہ اُٹھاؤ۔(مصنف ابن ابی شیبہ:2445)

حضرت اسود اور حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہما کے بارے میں آتا ہے:"كَانَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِذَا افْتَتَحَا ثُمَّ لَا يَعُودَانِ"وہ دونوں نماز کے شروع میں ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں اُٹھاتے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:2453)

حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ،قَالَ وَكِيعٌ:،ثُمَّ لَا يَعُودُونَ"حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے شاگرد صرف نماز کے شروع میں (تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے) ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے۔ حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ دوبارہ نماز کے آخر تک دوبارہ ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:2446)

اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لَا أَعْرِفُ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي تَكْبِيرِ الصَّلَاةِ لَا شَيْءٍ مِنْ فِي خَفْضٍ وَلَا فِي رَفْعٍ“ کہ میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ (نماز کے اندر) کسی چیز میں رفع یدین نہیں جانتا، نہ ہی جھکنے میں اور نہ اُٹھنے میں۔

اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت عبد الرحمان بن قاسم فرماتے ہیں: ”كَانَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ مَالِكٍ ضَعِيفًا إِلَّا فِي تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ“ تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ضعیف مسلک تھا۔ (المدونۃ الکبریٰ: 1/165)

اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ترکِ رفعِ یدین کا مسلک اِس لئے اختیار کیا کیونکہ اُن کے نزدیک اہلِ مدینہ کا عمل ایک حجت اور دلیل کی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ علّامہ ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”مِنْ أُصُولِ مَالِكٍ اتِّبَاعُ عَمَلِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَإِنْ خَالَفَ الْحَدِيْثَ“ یعنی اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اُصول میں سے ہے کہ وہ اہلِ مدینہ کے عمل کی اتباع کرتے ہیں اگرچہ وہ حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ (بدائع الفوائد للجوزی: 4/32)

پس اِس سے معلوم ہوا کہ مدینہ منوّرہ جو کہ اہلِ علم اور عالَمِ اِسلام کا عظیم مرکز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جائے سکونت ہے، وہاں کے رہنے والے بھی تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ کہیں رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے، نیز اِسی سے یہ بھی واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ”ترکِ رفعِ یدین“ کا تھا، اِسی وجہ سے خلفاء راشدین صحابہ کرام اور تابعین کی ایک بڑی جماعت نے اِسی کو اختیار کیا ہے۔

علم و عمل کا عظیم مرکز جسے دنیا "کوفہ" کے نام سے جانتی ہے، اور جہاں حضرات صحابہ کرام و تابعین کی ایک بڑی جماعت رہی ہے، وہاں کے رہنے والوں کا بھی مسلک "ترکِ رفع یدین" ہی کا تھا، چنانچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ،وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ،وَأَهْلِ الكُوفَةِ"

یعنی بے شمار اہلِ علم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم اسی کے قائل ہیں اور یہی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ کوفہ کا قول ہے۔(یعنی نماز میں صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفعِ یدین کیا جائے گا)۔(ترمذی، رقم الحدیث:257)

فقہِ حنفی کے سب سے بڑے ناقل حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "موَطاء امام محمد" میں لکھتے ہیں:"فَأَمَّا رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّهُ يَرْفَعُ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْأُذُنَيْنِ فِي ابْتِدَاءِ الصَّلٰوةِ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ لَا يَرْفَعُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلٰوةِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَهٰذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ" اور بہر حال نماز میں رفعِ یدین کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ صرف ایک مرتبہ نماز کی اِبتداء میں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھائے، پھر اس کے بعد نماز میں کسی بھی جگہ ہاتھ نہ اُٹھائے۔ اور یہ سب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔(موطا امام محمد:90،91، میزان)

رفعِ یدین کی روایات قابلِ عمل کیوں نہیں:

ائمہ اربعہ میں دو بڑے اور مشہور امام یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے کھڑے ہوتے ہوئے رفعِ یدین کے قائل نہیں، اور اُنہوں نے رفعِ یدین کی روایات کو اس لئے ترجیح نہیں دی کیونکہ وہ

احادیث متن کے اعتبار سے مضطرب (مختلف) ہونے کی وجہ سے قابلِ اِستدلال نہیں، چنانچہ رفعِ یدین کی "اَصح مافی الباب "یعنی سب سے زیادہ صحیح روایت جس کو رفعِ یدین کے بارے میں سب سے مضبوط اور ٹھوس دلیل قرار دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اُسے "حجۃ اللہ علی الخلق "کا درجہ دیا گیا ہے، وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے، جسے اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

"عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا یہ طریقہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں تکبیر کہتے ہوئے، رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اُٹھا کر رفعِ یدین کیا کرتے تھے۔ (بخاری:735)

لیکن یہ حدیث متن کے اعتبار سے مضطرب (یعنی مختلف) ہے، یعنی اِس کے الفاظ کے اندر بڑی کثرت سے اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے یہ حدیث قابلِ اِستدلال نہیں، اور اِس کے اضطراب کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں بکثرت یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ نماز میں رفعِ یدین یعنی ہاتھوں کے اُٹھانے کا عمل کتنی مرتبہ اور کہاں کہاں کیا جائے گا، چنانچہ:

❁...ایک روایت میں صرف رکوع سے اُٹھ کر رفعِ یدین کا ذکر ہے۔ (مؤطا مالک:210)

❁...ایک روایت میں دو رکعتوں کے بعد تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہونے کے بعد بھی رفعِ یدین کا ذکر ہے۔ (بخاری:739)

❁...صرف سجدہ میں جاتے ہوئے بھی رفعِ یدین کا ذکر ہے۔ (طبرانی اوسط:16)

✵...ایک اور روایت میں ہر خفض و رفع یعنی نماز میں ہر اونچ نیچ کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔(شرح مشکل الآثار:5831)

✵...ایک روایت میں صرف نماز کے شروع میں تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے رفع یدین کا ذکر ہے۔(نصب الرّایۃ:1/404)(مستخرج ابی عوانہ:1572)

مذکورہ بالا تمام احادیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہیں، اور ان سب میں دیکھ لیجئے کہ کس قدر شدید متن کا اختلاف و اضطراب پایا جاتا ہے، نیز خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو کہ اِس "اَصح مافی الباب" روایت کے راوی ہیں، خود اُن کا عمل بھی رفع یدین کا نہیں تھا، چنانچہ مشہور اور جلیل القدر تابعی حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ایک طویل زمانہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ گزارا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو صرف نماز کے شروع میں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھا۔(مصنف ابن ابی شیبۃ:2452)(طحاوی:1357)

جبکہ ترکِ رفعِ یدین کی روایات غیر مضطرب ہیں جن میں سند اور متن کا کوئی اختلاف اور اضطراب بھی نہیں پایا جاتا، اور نہ ہی اُن کے راوی کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہے پس ایسے میں اُنہیں کیوں اختیار نہ کیا جائے اور وہ کیوں قابلِ ترجیح نہ ہوں۔ اور پھر اُس پر مزید یہ کہ وہ روایات قرآن کریم کے مُوافق اور تعاملِ صحابہ کے مطابق بھی ہیں، چنانچہ قرآن کریم کی آیات:﴿قُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ اور ﴿الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ سے اِسی کی تائید ہوتی ہے، نیز خلفاء راشدین سمیت کئی صحابہ کرام اور تابعین کا عمل بھی اِسی کے مطابق رہا ہے اور اِسی وجہ سے اہلِ علم کے دو بڑے مرکز مدینہ منورہ اور کوفہ کے فقہاء کرام نے اِسی کو اختیار کیا تھا۔

سجدہ میں جانے کا طریقہ:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ:رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔(ابن ماجہ:882)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے سجدہ میں جاتے ہوئے اپنے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھا اور سجدے سے کھڑے ہوتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اُٹھایا۔

سجدہ کرنے کا طریقہ:

سجدہ کرنے کے طریقے میں کئی چیزیں ہیں جن کی تفصیل احادیث طیبہ کے ساتھ مندرجہ ذیل ہے:

سجدہ میں زمین پر سات اعضاء رکھنے چاہیئے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَنْفِ، وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ۔(نسائی:1097)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے: مجھے سات اعضاء پر سجدہ کا حکم دیا گیا ہے: چہرہ پر اور یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے ہاتھ سے ناک کی جانب اِشارہ کیا، اور دونوں ہاتھ، گھٹنے اور پاؤں کے کناروں پر۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ أَطْرَافٍ: وَجْهُهُ، وَكَفَّاهُ، وَرُكْبَتَاهُ، وَقَدَمَاهُ۔(مسلم:491)

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اُس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: اُس کا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

سجدہ میں سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھنا چاہیئے:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: "فَلَمَّا، سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ"۔ نبی کریم ﷺ نے جب سجدہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ فرمایا۔(مسلم:401)

سجدہ میں ہاتھ کانوں کے برابر ہونے چاہیئے:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کے سجدہ کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: "ثُمَّ سَجَدَ، فَكَانَتْ يَدَاهُ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ" یعنی پھر آپ ﷺ نے سجدہ فرمایا تو آپ کے ہاتھ آپ کے دونوں کانوں کی سیدھ میں تھے۔(مسند احمد:18859)

سجدہ میں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملی ہوئی ہونی چاہیئے:

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَانَ إِذَا سَجَدَ ضَمَّ أَصَابِعَهُ»۔(صحیح ابن خزیمہ:642)

حضرت علقمہ ابن وائل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی انگلیوں کو ملا لیتے۔

سجدہ میں ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کو قبلہ رُخ رکھنا چاہیئے:

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں اپنی انگلیوں کو قبلہ رُخ رکھا۔(صحیح ابن خزیمہ:643)

صحیح ابن حبان کی روایت میں جو کہ پاؤں کی انگلیوں کو بھی قبلہ رُخ رکھنے کا ذکر ہے:

"وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ إِلَى الْقِبْلَةِ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں اپنے پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف کیا۔(صحیح ابن حبان:1869)

سجدہ میں دونوں کُہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی ہونی چاہیئے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:"إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ، وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ"جب تم سجدہ کرو تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر اور کہنیوں کو اٹھا کر رکھو۔(صحیح ابن خزیمہ:656)

سجدہ میں دونوں ہاتھ پہلوؤں سے الگ ہونے چاہیئے:

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ فَيُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ" پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سجدہ میں جانے کیلئے) اللہ اکبر کہا اور زمین پر سجدہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے الگ رکھا۔(ابوداؤد:730)

سجدہ میں ہاتھ بہت زیادہ پھیلے یا سمٹے ہوئے نہیں ہونے چاہیئے:

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ، وَلَا قَابِضَهُمَا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سجدہ کیا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر اِس طرح سے رکھا کہ ہاتھوں کو نہ بہت پھیلایا نہ بہت زیادہ سمیٹا۔ (صحیح ابن خزیمہ:643)

سجدہ میں سُرین اُٹھی ہوئی ہونی چاہیئے:

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ:وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ السُّجُودَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ بِالْأَرْضِ وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ، وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔(صحیح ابن خزیمہ:646)

ترجمہ: حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے سجدہ کا طریقہ بیان کیا، پس آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور اپنی سُرین اٹھائی، پھر فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

سجدہ میں دونوں پاؤں سیدھے کھڑے ہوئے ہونے چاہیئے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَجَعَلْتُ أَطْلُبُهُ بِيَدِي فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ سَاجِدٌ۔(نسائی:169)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دفعہ رات کو (میری آنکھ کھلی تو) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (بستر پر) نہ پایا، میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لگا، آپ سجدے میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں سیدھے کھڑے ہوئے تھے۔

سجدہ کی تسبیحات اور اُس کی تعداد:

وَإِذَا سَجَدَ، فَقَالَ فِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدْ تَمَّ سُجُودُهُ، وَذَلِكَ أَدْنَاهُ۔(ترمذی:261)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے اور اپنے سجدہ میں تین مرتبہ یہ کہے: "**سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى**" تو اُس نے اپنا سجدہ مکمل کرلیا، اور یہ کم سے کم مقدار ہے۔

جلسہ میں سکون اور اطمینان کے ساتھ بیٹھنا:

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو نماز سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "**ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا**" پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، پھر اطمینان کے ساتھ بیٹھو، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو۔(بخاری:793)

دوسرا سجدہ:

حدیثِ اعرابی میں نبی کریم ﷺ نے اعرابی کو نماز سکھاتے ہوئے فرمایا: "**ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا**" پھر تم اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان کے ساتھ سیدھے بیٹھ جاؤ، پھر اطمینان کے ساتھ دوسرا سجدہ کرو، پھر اُٹھ جاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔(بخاری:6667)

سجدہ سے قیام میں جانے کا طریقہ:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ،قَالَ:رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔(ابن ماجہ:882)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے سجدہ کیا تو اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھے اور جب آپ سجدہ سے اٹھے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھایا۔

جلسہ استراحت نہ کرنا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:«كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ»۔(ترمذی:288)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں پر زور دے کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں:"**ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا**"یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ فرمایا پھر تکبیر کہی اور سیدھے کھڑے ہو گئے۔(مسند احمد:22906)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز سکھاتے ہوئے فرمایا:"ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلاَتِكَ كُلِّهَا"پھر تم اطمینان کے ساتھ دوسرا سجدہ کرو، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر یہی کام اپنی ساری نماز میں کرو۔(بخاری:6667)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ: أَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،«فَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ كَمَا هُوَ وَلَمْ يَجْلِسْ»۔(مصنف ابن ابی شیبہ:3989)

حضرت نعمان بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے، اُن کی حالت یہ تھی کہ جب پہلی اور تیسری رکعت میں سجدہ سے سر اٹھاتے تو سیدھا کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہ تھے۔

رَمَقْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ فَرَأَيْتُهُ يَنْهَضُ وَلَا يَجْلِسُ»۔(مصنف عبد الرزاق:2966)

حضرت عبد الرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نماز میں بڑے غور سے دیکھا، میں نے دیکھا کہ وہ(سجدہ سے اٹھنے کے بعد سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بیٹھتے نہیں ہیں۔

تمام رکعات کا طریقہ پہلی رکعت کی طرح ہے:

حدیثِ اعرابی میں پہلی رکعت کا مکمل طریقہ سمجھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری تمام رکعات کے لئے اسی طریقے کو متعین کیا، چنانچہ فرمایا:"ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا" پھر یہی کام اپنی ساری نماز میں کرو۔(بخاری:6667)

دوسری رکعت میں ثناء، تعوذ نہیں ہے:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِـــ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ۔(مسلم:599)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے شروع فرماتے اور (ثناء کے لئے) خاموشی نہ فرماتے۔

ہر دو رکعت میں قعدہ کیا جائے گا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ" نبی کریم ﷺ ہر دو رکعت میں التحیات پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم:498)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: "الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى، تَشَهَّدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ" نماز دو دو کر کے پڑھنا چاہیئے اور نماز کی ہر دو رکعت میں تشہد پڑھا جائے گا۔ (ترمذی:385)

جلسہ اور قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ:

نماز میں بیٹھنا خواہ دو سجدوں کے درمیان ہو یا قعدہ میں، اِسی طرح پہلا قعدہ ہو یا آخری سب کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر بیٹھا جائے اور دایاں پاؤں اس طرح سے کھڑا رکھا جائے کہ اُس کی اُنگلیاں قبلہ رُخ ہوں اور دونوں ہاتھ سامنے کی جانب دائیں بائیں ران پر ہوں۔ احادیثِ ذیل میں اِس کی تصریح ملاحظہ فرمائیں:

قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا ہوا اور دایاں کھڑا ہوا ہونا چاہیئے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُضْجِعَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى، وَتَنْصِبَ الْيُمْنَى قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ أَضْجَعَ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى۔ (صحیح ابن خزیمہ:679)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نماز کی سنت میں سے یہ ہے کہ تم اپنے بائیں پاؤں کو بچھاؤ اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھو۔ پھر فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "وَكَانَ إِذَا جَلَسَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے۔ (ابوداؤد:783)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى، فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا" پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اُٹھایا اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ کر (بچھایا اور) اُس پر بیٹھ گئے۔ (ابوداؤد:963)

قعدہ میں دائیں پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے:

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: " ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھایا اور دائیں پاؤں کے اگلے حصے (یعنی انگلیوں) کا رُخ قبلہ کی طرف کیا۔ (ابوداؤد:963)

قعدہ میں دونوں ہاتھ دائیں بائیں ران پر ہونے چاہیئے:

عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى۔ (مسلم:579)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے۔

تشہد کے کلمات:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کے کلمات اس طرح سکھائے جیسے قرآن کریم کی سورت سکھاتے ہیں، اور اُس وقت میرا ہاتھ آپ کے ہاتھوں میں تھا، اور وہ تشہد کے کلمات یہ ہیں:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ (بخاری:6265)

قعدہ اولی میں صرف تشہد پڑھا جائے گا:

ثُمَّ إِنْ كَانَ فِي وَسَطِ الصَّلَاةِ نَهَضَ حِينَ يَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِهِ، وَإِنْ كَانَ فِي آخِرِهَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُّدِهِ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدْعُوَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ۔ (ابن خزیمہ:708)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ نماز کے درمیان (یعنی قعدہ اولی میں) ہوتے تو تشہد سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو جاتے اور جب نماز کے آخر (یعنی قعدہ اخیرہ میں) ہوتے تو تشہد کے بعد جتنا اللہ چاہتے، آپ دعاء کرتے، پھر سلام پھیر لیتے۔

تشہد کو آہستہ پڑھنا:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "**مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفَى التَّشَهُّدُ**" تشہد کا آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ (ابوداؤد:986)

تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا:

تشہد میں "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" کہتے ہوئے شہادت کی انگلی کو "لَا" پر اُٹھایا جاتا ہے اور "اِلَّا" پر چھوڑ دیا جاتا ہے، بہت سی احادیث میں اس کا ثبوت ملتا ہے، اِس کی تفصیل احادیثِ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

تشہد میں انگلی سے اشارہ کا طریقہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ" نبی کریم ﷺ نے دو انگلیوں (یعنی چھوٹی اور اُس سے متصل انگلی) کو بند کیا اور (درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے) حلقہ بنایا، اور میں نے اُن کو اس طرح اشارہ کرتے ہوئے دیکھا ہے پھر بشر نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔(ابوداؤد:726)

اشارہ میں انگلی کا نہ ہلانا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ ذَكَرَ «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ بِأُصْبُعِهِ إِذَا دَعَا، وَلَا يُحَرِّكُهَا»۔(ابوداؤد:989)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب تشہد پڑھتے تو انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اُسے حرکت دیتے نہیں رہتے تھے۔

شہادت کی انگلی کو آخر تک بچھائے رکھنا:

عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ

يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ، وَهُوَ يَقُولُ: «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ»۔(ترمذی:3587)

حضرت عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا(حضرت شہاب بن مجنون رحمۃ اللہ علیہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوا، آپ نماز پڑھ رہے تھے، آپ کا بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا ہوا تھا، آپ نے انگلیوں کو بند اور انگشت شہادت کو پھیلا رکھا تھا اور آپ یہ دعاء پڑھ رہے تھے: «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ»۔اے دلوں کو پلٹنے والے !میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدمی عطاء فرما۔

درود شریف:

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: یارسول اللہ !ہم نے آپ پر سلام کا طریقہ تو سیکھ لیا ہے، درود کس طرح بھیجیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔(بخاری:3370)

مستدرک حاکم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مروی ہے :

"يَتَشَهَّدُ الرَّجُلُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ"۔ آدمی کو چاہیے کہ تشہد پڑھے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے، پھر اپنے لئے دعاء کرے۔(مستدرک حاکم:990)

تشہد کے بعد کوئی بھی دعاء کی جاسکتی ہے:

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تشہد کے کلمات سکھانے کے بعد فرمایا: "ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ، فَيَدْعُو" پھر تشہد کے بعد کوئی بھی پسندیدہ دعاء اختیار کرکے مانگے۔ (بخاری:835)

ایک خاص دعاء:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی: یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعاء بتلایئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ آپ ﷺ نے یہ دعاء تلقین فرمائی: اَللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ۔ (بخاری:6326)

سلام پھیرنا:

نماز کے آخر میں سلام پھیرا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ نماز ختم ہو جاتی ہے، احادیثِ ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

نماز کا اختتام سلام کے ساتھ ہوتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: " وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ "نبی کریم ﷺ نماز کو سلام پر ختم فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم:498)

سلام دونوں جانب پھیرا جاتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ:اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔ (ترمذی:295)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دائیں اور بائیں دونوں طرف " اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ " کہہ کر سلام پھیرا کرتے تھے۔

سلام میں گردن کتنی موڑی جائے گی:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ۔(ابوداؤد:996)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ اپنے دائیں اور بائیں دونوں طرف (اچھی طرح) سلام پھیرا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسارِ انور کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

مقتدی کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیئے:

عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:«صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ»۔(بخاری:838)

ترجمہ: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ کے سلام کے ساتھ سلام پھیرا کرتے تھے۔

نماز کے بعد دعاء:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ:قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ:«جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ المَكْتُوبَاتِ»۔(ترمذی:3499)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات کے آخری پہر اور فرض نمازوں کے بعد۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز ختم ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعاء کر رہا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے دیکھا تو فرمایا: "إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے تک اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔(طبرانی کبیر:324)

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا رَفَعَ قَوْمٌ أَكُفَّهُمْ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَسْأَلُونَهُ شَيْئًا، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَضَعَ فِي أَيْدِيهِمُ الَّذِي سَأَلُوا۔(طبرانی کبیر:6142)

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: جب بھی کچھ لوگ اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے ہاتھ میں اُن کی مانگی ہوئی چیز ڈال دیتے ہیں۔

لَا يَجْتَمِعُ مَلَأٌ فَيَدْعُو بَعْضُهُمْ، وَيُؤَمِّنُ الْبَعْضُ، إِلَّا أَجَابَهُمُ اللَّهُ

ترجمہ: حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مروی ہے کہ کوئی جماعت جو جمع ہو اور اُن میں سے بعض دعاء کریں اور دوسرے لوگ اُس دعاء پر آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی دعاء کو قبول کر لیتے ہیں۔(مستدرکِ حاکم:5478)

نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگنا:

وَبِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ مَسَحَ بِيَمِينِهِ عَلَى رَأْسِهِ، وَقَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ، اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ»۔(طبرانی اوسط:3178)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو سر پر پھیرتے اور فرماتے: "**بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ، اللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ**" اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، اے اللہ! مجھ سے فکروں اور غموں کو دور کر دے۔

●—●—●—●—●

﴿وتر کی نماز﴾

وتر کی نماز کے بارے میں مختلف اُمور احادیثِ طیبہ کی روشنی میں درج ذیل ہیں:

وتر کی تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ ہیں:

وتر کی تین رکعتیں ہیں، اور اُن کے درمیان سلام کا فصل (وقفہ) بھی نہیں ہے، اِس سلسلے میں بہت سی روایتیں ہیں، چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَائِشَةَ:أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ الْمَنْزِلَ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهُمَا رَكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ مِنْهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ فِيهِنَّ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، يَرْكَعُ وَهُوَ جَالِسٌ، وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ جَالِسٌ۔ (مسند احمد:25223)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر اُس کے بعد اُس سے زیادہ طویل دو رکعت پڑھتے، پھر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ بغیر کسی فصل کے وتر پڑھتے، پھر دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے جس میں بیٹھ کر ہی آپ رکوع سجدہ کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:«كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ»۔ (مستدرکِ حاکم:1140)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ تین رکعتیں وتر پڑھتے اور صرف اُن کے آخر میں سلام پھیرا کرتے تھے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ۔(نسائی:1698)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:«كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ»۔(مستدرک حاکم:1139)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:الْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وِتْرُ النَّهَارِ" وتر کی نماز تین رکعتیں ہیں جیسا کہ دن کی وتر یعنی مغرب کی نماز تین رکعات ہیں۔(ابن ابی شیبہ:6715)

وتر کی نماز کی مسنون قراءت:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الوِتْرِ:بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي رَكْعَةٍ رَكْعَةٍ۔(ترمذی:462)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی ایک ایک رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھا کرتے تھے۔

وتر میں قنوت رکوع سے پہلے ہے:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،كَانَ يُوتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ۔(ابن ماجہ:1182)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تو رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

دُعاءِ قنوت کے الفاظ:

حضرت خالد ابن ابی عمران فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مُضر کے خلاف بد دعاء کر رہے تھے کہ اچانک حضرت جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور اشارے سے خاموش رہنے کا کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو گالی دینے والا لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا، اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے، عذاب بنا کر نہیں بھیجا۔ (اے پیغمبر!) تمہیں اِس فیصلے کا کوئی اختیار نہیں کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا اُن کو عذاب دے کیونکہ یہ ظالم لوگ ہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قنوت کے یہ الفاظ سکھائے: ''«**اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ، اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجَدَّ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ**» '' اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور ہم تجھ پر ایمان رکھتے ہیں، اور ہم تیرے لئے عاجزی اختیار کرتے ہیں اور ہم الگ ہوتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اُس شخص کو جو جو تیری نافرمانی کرے، اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لئے ہی نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی جانب ہم دوڑتے ہیں اور تیری عبادت کیلئے مستعد ہو جاتے ہیں اور ہم تیری رحمت کے

اُمیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک تیرا عذاب کافروں پر نازل ہونے والا ہے۔(المراسیل لأبي داؤد:89)

وتر کے بعد کی دو رکعتیں:

وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا نبی کریم ﷺ سے متعدّد روایات میں ثابت ہے، اِس لئے اِس کا اِنکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں، چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ۔(ترمذی:471)

ترجمہ: حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ، وَهُوَ جَالِسٌ۔(مسند احمد:26553)

ترجمہ: حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيهِمَا إِذَا زُلْزِلَتْ، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ۔(سنن کبریٰ بیہقی:4823)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے، اُن میں سورۃ الزلزال اور سورۃ الکافرون پڑھتے تھے۔

رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھی جائے گی:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً۔(سنن بیہقی:2/699)

ترجمہ: حضرت یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں (وتر سمیت) تیئیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ۔(ابن ابی شیبہ:7685)

ترجمہ: حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ رمضان میں لوگوں کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اور رکوع سے قبل قنوت پڑھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّونَ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ۔(مصنف ابن ابی شیبہ:7688)

ترجمہ: حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو اِس حالت میں پایا ہے کہ وہ تیئیس رکعتیں وتر سمیت تراویح پڑھتے تھے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ۔(مصنف ابن ابی شیبہ:7690)

ترجمہ: حضرت سعید بن عُبید فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ لوگوں کو رمضان المبارک میں پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) اور تین رکعت وتر پڑھایا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ۔(مصنف ابن ابی شیبہ:7680)

ترجمہ: شتیر بن شکل، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے، رمضان المبارک میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھایا کرتے تھے۔

●—●—●—●—●

﴿سنن ونوافل﴾

پانچوں نماز کے آگے پیچھے کچھ سنن ونوافل مقرر کیے گئے ہیں، ذیل میں احادیثِ طیبہ کی روشنی میں اُن کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

سننِ مؤکّدہ کا ثبوت:

مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الجَنَّةِ: أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ المَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الفَجْرِ۔(ترمذی:414)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد مروی ہے: جس نے بارہ رکعات سنت پر پابندی اختیار کی اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں محل بنادیں گے (اور وہ بارہ رکعات یہ ہیں) چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

سننِ غیر مؤکّدہ اور نوافل کا ثبوت:

أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ»۔(ترمذی:428)

حضرت امُ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کرتی ہیں جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد چار رکعت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اُس کو جہنم کی آگ پر حرام کردیں گے۔

فائدہ: اِس سے ظہر کے بعد کی دو نفل ثابت ہوتی ہے۔

مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ رُفِعَتْ صَلَاتُهُ فِي عِلِّيِّينَ۔ (مشکوۃ:1184)

ترجمہ: حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ سے مُرسلاً نقل فرماتے ہیں: جس نے مغرب کے بعد بات کرنے سے پہلے دو رکعت پڑھی اور ایک روایت میں چار پڑھنے کا ذکر ہے، اُس کی نماز علّیین میں اُٹھالی جاتی ہے۔

فائدہ: اِس سے مغرب کے بعد کی دو نفل ثابت ہوتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ، ثَلاَثًا لِمَنْ شَاءَ۔ (بخاری:624)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ یہ اِرشاد فرمایا: ہر دو اذانوں (یعنی اذان و اِقامت) کے درمیان نماز ہے، جو پڑھنا چاہے۔

مسند البزار میں حضرت بریدہ کی روایت ذکر کی گئی ہے جس میں اِس اصول سے مغرب کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، چنانچہ فرمایا: "بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ إلاَّ الْمَغْرِبَ" مغرب کے علاوہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ (مسند البزار:7434)

فائدہ: اِس سے عشاء سے پہلے کی سنتِ غیر مؤکدہ ثابت ہوتی ہے۔

أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ كَعِدْلِهِنَّ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَأَرْبَعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ كَعِدْلِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ (طبرانی اوسط:2733)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں عشاء کے بعد کی چار رکعت کی طرح ہیں اور عشاء کے بعد کی چار رکعتیں ایسی ہیں جیسے اتنی ہی (یعنی چار رکعتیں) لیلۃ القدر میں پڑھی جائیں۔

مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ۔(ابوداؤد:1303)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عشاء کی نماز پڑھ کر چار یا چھ رکعات پڑھے بغیر میرے پاس داخل نہیں ہوئے۔

فائدہ: اِس سے عشاء کے بعد کی نفل ثابت ہوتی ہے۔

●—●—●—●—●

❁بیس رکعت تراویح❁

20 رکعت تراویح اُمّت کا ایک اجماعی اور اِتفاقی مسئلہ ہے، اِس میں 8 رکعات کا قول اختیار کرنا کسی بھی اِمام کا مسلک نہیں اور نہ ہی صحابہ و تابعین اور فقہاء و مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم میں کبھی اِس کا کوئی قائل رہا ہے، لہٰذا اس مسئلہ میں 8 رکعات تَراویح کا نظریہ اختیار کرنا جمہور صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین، فقہاء و محدّثین، ائمہ اربعہ و مجتہدین امّت، شرق و غرب کے تمام اہلِ علم کے اتفاق اور اِجماع کے سراسر خلاف ہے، جس کی دلائل کے اعتبار سے کوئی قوت اور حیثیت نہیں۔ ایک اَدنیٰ عقل و دانش کا حامل شخص بھی اِس حقیقت کو بخوبی جانتا اور سمجھتا ہے کہ جس مسئلہ پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِجماع ہو، ائمہ اربعہ اُس مسئلہ پر متفق ہوں، اور ہر زمانے کے فقہاء و محدّثین اُس کے قائل رہے ہوں، اور اس میں کسی کا کبھی کوئی اختلاف نہ رہا ہو، نیز اُس مسئلہ کو ابتداء ہی سے تَلَقّی بالقبول یعنی اُمّت میں عمومی قبولیت کا درجہ حاصل رہا ہو اُس کی مُخالفت کرتے ہوئے اپنی رائے کو دین و شریعت کی حیثیت دینا سوائے ضلالت و گمراہی کے کیا ہو سکتا ہے۔ ذیل میں 20 رکعات تراویح کے واضح دلائل ذکر کیے جا رہے جس سے روزِ روشن کی طرح اِس مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے:

تراویح کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا عمل:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ۔ (طبرانی کبیر:12102)(ابن ابی شیبہ:7692)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رمضان میں 20رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیثِ مرفوع ہے، اِس کے راویوں میں سوائے "اِبراہیم بن عُثمان" کے تمام راوی ثقہ ہیں، اور اِبراہیم بن عُثمان بھی متفقہ طور پر ضعیف نہیں ہیں، بلکہ بعض حضرات کی جانب سے اُن کی توثیق بھی کی گئی ہے، لہٰذا صرف ایک مذکورہ راوی کی وجہ سے حدیث کو نا قابلِ اِعتبار نہیں قرار دیا جاسکتا۔ علاوہ اَزیں بہت سی دیگر احادیثِ صحیحہ اور آثارِ قویہ (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) سے اِس مذکورہ روایت کی تائید بھی ہوتی ہے جن میں صراحۃً تراویح کا 20رکعت ہونا بیان کیا گیا ہے، اور اِس سب سے بڑھ کر جمہور صحابہ کرام رِضوان اللہ علیہم اَجمعین کا 20رکعت تَراویح پر تعامل اور اِتفاق اِس روایت کی صحت کی بہت بڑی دلیل ہے جس کے بعد اِس روایت پر کوئی کلام کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ (إعلاء السنن:7/82)

علّامہ شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

بعض حضرات نے حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کی اِس حدیث کو جو ضعیف قرار دیا ہے وہ کسی بھی طرح دُرست نہیں، اِس لئے کہ جب اِس حدیث کے مطابق حضرات صحابہ کرام رِضوان اللہ علیہم اَجمعین کا اِجماع منقول ہے، حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا فیصلہ اور صحابہ کرام کا بغیر کسی انکار و نکیر کے اس حدیث کو قبول کرنا منقول ہے تو حدیث کا ضعف کہاں باقی رہ سکتا ہے، اِس لئے بہر حال یہی کہا جائے گا کہ یہ حدیث ضعیف ہونے کے باوجود حضرات صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کے اِجماع کی وجہ سے قوی ہوگئی ہے، لہٰذا اس سے استدلال کرنا بلاشبہ درست ہے۔ (منحۃ الخالق علی البحر الرائق:2/72)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی ایک رات (اپنے حجرہ سے) نکلے اور لوگوں کو 4 رکعت (فرض نماز) 20 رکعت (تراویح) اور 3 رکعت وتر پڑھائی۔ (أخرجہ حمزۃ السہمی الجرجانی فی تاریخہ:317)

تراویح کے بارے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّونَ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:7688)

ترجمہ: حضرت عطاء ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ ایک بہت مشہور اور بڑے تابعی ہیں اور اُن کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے، وہ) فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو اِس حالت میں پایا ہے کہ وہ 23 رکعتیں وتر سمیت تراویح پڑھتے تھے۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔ (ابن ابی شیبہ:7682)

ترجمہ: حضرت یحیٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو 20 رکعت تراویح پڑھائے۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً فِيْ رَمَضَانَ۔ (مؤطا مالک:281)

ترجمہ: حضرت یزید بن رُومان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رَمضان کے اندر (وتر سمیت) 23 رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً، قَالَ: وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمِئِينِ، وَكَانُوا يَتَوَكَّئُونَ عَلَى عِصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔ (سنن بیہقی:2/698)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان المبارک کے اندر 20 رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شدّتِ قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔ (سنن بیہقی:2/699)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قرّاء (اچھا پڑھنے والوں) کو بلایا اور اُن میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ لوگوں کو 20 رکعت تراویح پڑھاؤ۔

عَنْ أَبِي الْحَسْنَاءِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِب أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (سنن بیہقی:2/699)(ابن ابی شیبہ:7681)

ترجمہ: حضرت ابوالحسناء رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو رمضان میں پانچ ترویحات یعنی 20 رکعات پڑھایا کرے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ دین کے کسی اَدنیٰ طالبِ علم سے بھی مخفی اور پوشیدہ نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر کے ساتھی، آپ کے انتہائی قریب رہنے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی طرح کی خدمات کی ذمّہ داری کو بحُسن و خوبی نبھانے والے یہ وہ مشہور جلیل القدر صحابی ہیں جن کے تفقّہ اور

دین کی سمجھ بوجھ کا یہ عالَم تھا کہ صحابہ کرام اپنے مسائل میں اِن کی جانب رجوع فرمایا کرتے تھے۔اُن کے نزدیک بھی تَراویح کی رکعات 20 ہی تھیں، چنانچہ وہ خود بھی اِسی پر عمَل کرتے ہوئے رمضان کے مہینہ میں 20 رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّي بِنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان کے مہینہ میں تَراویح پڑھایا کرتے تھے۔اور اِس کی مِقدار اِمام اَعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كَانَ يُصَلِّي عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ 20 رکعت تَراویح اور تین رکعت وِتر پڑھایا کرتے تھے۔(اَخرجہ محمّد بن نصر المَروزی فی قیام اللیل وقیامِ رمضان:221)(عُمدۃ القاری:11/127)

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:7684)

ترجمہ: حضرت عبد العَزیز بن رُفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو ماہِ رَمضان میں 20 رکعت تَراویح اور تین رکعت وِتر پڑھایا کرتے تھے۔

تَراویح کے بارے میں حضرات تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا عمَل:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً، قَالَ: وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمَئِينِ، وَكَانُوا يَتَوَكَّئُونَ عَلَى عِصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔(سنن بیہقی:2/698)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رمضان المبارک کے اندر 20 رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شدّتِ قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔

عَنِ الْحَارِثِ:أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً،وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ۔(ابن ابی شیبہ:7685)

ترجمہ: حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ رمضان میں لوگوں کو 20 تراویح اور 3 وتر پڑھاتے تھے اور رکوع سے قبل قنوت پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ:أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ۔(ابن ابی شیبہ:7686)

ترجمہ: حضرت ابو البختری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے خاص اَصحاب میں سے ہیں، اُن کے بارے میں آتا ہے کہ وہ رمضان المُبارک میں 5 ترویحے (یعنی 20 رَکعات) اور 3 رکعات وِتر پڑھایا کرتے تھے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ،أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ۔(مصنف ابن ابی شیبہ:7690)

ترجمہ: حضرت سعید بن عُبید فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ لوگوں کو رمضان المبارک میں 5 ترویحے (یعنی بیس رکعت) اور 3 رکعت وتر پڑھایا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ،عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ:أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ۔(مصنف ابن ابی شیبہ:7680)

ترجمہ: حضرت شتیر بن شکل، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے، رمضان المبارک میں لوگوں کو 20 رکعت تراویح اور وتر پڑھایا کرتے تھے۔

أَبُو الْخَصِيْبِ قَالَ: كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔ (سنن بیہقی: 2/698)

ترجمہ: حضرت ابوالخصیب کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں رمضان میں نماز پڑھاتے تھے، پس 5 ترویحے یعنی 20 رکعتیں پڑھاتے تھے۔

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 7683)

ترجمہ: حضرت نافع بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں رمضان میں 20 رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

تراویح کے بارے میں فقہاء کرام اور محدثین عظام کے فتاویٰ:

اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَرَأَيْتُهُمْ بِالْمَدِينَةِ يَقُومُونَ بِتِسْعٍ وَثَلَاثِينَ، وَأَحَبُّ إِلَيَّ عِشْرُونَ، لِأَنَّهُ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَكَذَلِكَ يَقُومُونَ بِمَكَّةَ وَيُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ"

ترجمہ: میں نے لوگوں کو مدینہ منورہ میں دیکھا ہے کہ وہ 39 رکعات تراویح پڑھتے ہیں، جبکہ میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ 20 رکعت پڑھی جائے، اِس لئے کہ یہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور مکہ مکرمہ کے رہنے والے بھی 20 رکعت تراویح اور 3 رکعت وِتر پڑھتے ہیں۔ (کتاب الاُم: 1/167)

اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَكْثَرُ أَهْلِ العِلْمِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً

ترجمہ: تراویح کے 20 رکعت ہونے پر اکثر اہلِ علم کا عمل ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔(ترمذی:806)

محدّثِ عظیم، شارحِ مُسلم علّامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مَذْهَبُنَا أَنَّهَا عِشْرُونَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيمَاتٍ غَيْرَ الْوِتْرِ وَذَلِكَ خَمْسُ تَرْوِيحَاتٍ وَالتَّرْوِيحَةُ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَتَيْنِ هَذَا مَذْهَبُنَا وَبِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَأَحْمَدُ وَدَاوُد وَغَيْرُهُمْ وَنَقَلَهُ الْقَاضِي عِيَاضٌ عَنْ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ"

ترجمہ: تَراویح کی رکعات کے بارے میں ہمارا مسلک یہ ہے کہ وہ وِتر کے علاوہ 20 رکعات ہیں اور وہ 5 ترویحات بنتی ہیں، اِس طرح کہ ہر ایک ترویحہ 2 سلام کے ساتھ 4 رکعت پر مشتمل ہے۔ یہ ہمارا مسلک ہے، اور اِمام ابوحنیفہ، اُن کے اَصحاب اور اِمام احمد اور داؤد وغیرہ سب کا مسلک بھی یہی ہے، بلکہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے تو اسے جمہور علماء کا مسلک قرار دیا ہے۔(المجموع شرح المہذّب:4/32)

❋ علّامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَهُوَ قَوْلُ جمهور الْعُلَمَاء، وَبِه قَالَ الْكُوفِيُّونَ وَالشَّافِعِيّ وَأَكْثَرُ الْفُقَهَاء، وَهُوَ الصَّحِيح عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ"۔(عُمدۃ القاری:11/127)

ترجمہ: 20رکعات تراویح جمہور علماء کا قول ہے، اور یہی کُوفیوں اور اِمام شافعی اور اکثر فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے اور یہی بات صحیح طور پر حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے جس کی صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی مُخالفت نہیں کی۔

علّامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَالْقِيَامُ بِعِشْرِينَ هُوَ الْأَفْضَلُ وَهُوَ الَّذِي يَعْمَلُ بِهِ أَكْثَرُ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّهُ وَسَطٌ بَيْنَ الْعَشْرِ وَبَيْنَ الْأَرْبَعِينَ

ترجمہ: پس20رکعات تراویح پڑھنا ہی افضل ہے، اور یہی وہ مسلک ہے جس پر اکثر مسلمان عمل کرتے ہیں، اِس لئے کہ یہ 10 اور40رکعات کے درمیان ایک معتدل اور درمیانہ قول ہے۔(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ:22/272)

علّامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ بِأَقَلَّ مِنْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً فِي التَّرَاوِيْحِ، وَإِلَيْهِ جَمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ، وَقَالَ مَالِكُ بنُ أَنَسٍ بِسِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ رَكْعَةً فَإِنَّ تَعَامُلَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَرْكَعُونَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ اِنْفِرَاداً فِي التَّرْوِيْحَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ مَكَّةَ فَكَانُوا يَطُوْفُونَ بِالْبَيْتِ فِي التَّرْوِيْحَاتِ

ترجمہ: ائمہ اَربعہ میں سے کوئی بھی 20رکعت تراویح سے کم کا قائل نہیں، اور یہی جمہور صحابہ کرام رِضوان اللہ علیہم اجمعین کا مسلک ہے۔اِمام مالک بن اَنس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تراویح کی36رکعت رکعتیں ہیں، اِس لئے کہ مدینہ منوّرہ کے لوگوں کا عمل یہ تھا کہ وہ ہر ترویحہ (یعنی چار رکعات) کے بعد اِنفرادی طور پر4رکعت پڑھا

کرتے تھے، اور مکہ مکرّمہ کے لوگ ترویحات میں بیت اللہ شریف کا طَواف کیا کرتے تھے۔ (العرف الشذی:2/208)

علّامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ قَوْلُ الْعَامَّةِ لِمَا رُوِيَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَصَلَّى بِهِمْ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَلَمْ يُنْكِرْ أَحَدٌ عَلَيْهِ فَيَكُونُ إجْمَاعًا مِنْهُمْ عَلَى ذَلِكَ

اور (تَراویح کے بارے میں) صحیح قول اکثر عُلماء کرام کا ہے (یعنی 20 رکعات) اِس لئے کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو رمضان کے مہینہ میں حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء پر جمع کردیا تھا، چنانچہ وہ لوگوں کو ہر رات میں 20 رکعت پڑھاتے، اور اِس پر کسی صحابی نے بھی اُن پر نکیر نہیں کی، لہٰذا یہ صحابہ کرام رِضوان اللہ علیہم اَجمعین کی جانب سے 20 رکعت پر اِجماع ہوگیا۔ (بدائع الصنائع:1/288)

8 رکعات تَراویح کے قائلین کے دلائل اور اُن کے جوابات:

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح اور عیاں ہوچکی ہے کہ تَراویح کی 20 ہی رکعات ہیں جس پر دَورِ صحابہ اور بعد کے تمام قرون کے فقہاء و محدّثین نے عمل کیا ہے اور اِسی وجہ سے اُمّت میں اس کو عُمومی قبولیت حاصل ہوئی

ہے، تاہم اِس سب کے باوجود ہمارے مُعاشرے کے بعض لوگ اِس متفقہ حقیقت کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں اور وہ تراویح کی آٹھ رکعت پڑھنے پر ہی مُصر ہیں۔

ذیل میں اُن کے دلائل کے مُختصراً جوابات ذکر کیے جارہے ہیں، تفصیل کیلئے اِس موضوع پر لکھی گئی طویل کتب کا مُطالعہ کیا جاسکتا ہے:

پہلی دلیل اور اُس کا جواب:

”عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: «مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا“۔(بخاری:2013)

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رمضان المُبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور رمضان کے علاوہ میں 11 رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے چار رکعت پڑھتے، اُن 11 رکعتوں کے بارے میں نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور کتنی طویل ہوتی تھیں، پھر 11 رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حَسین اور کتنی طَویل ہوتی تھیں، پھر 3 رکعت وِتر پڑھتے تھے۔

آٹھ رکعت تراویح کے قائلین مذکورہ بالا حدیث سے اِستدلال کرتے ہیں اور اُن کے نزدیک حدیثِ مذکور میں بیان کردہ آٹھ رکعات تراویح کی بیان کی گئی ہیں۔

جواب: حدیثِ مذکور کے مختلف جوابات دیے گئے ہیں، ذیل میں بالترتیب اُن کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

(1)۔حدیثِ مذکور مضطرب ہونے کی وجہ سے قابلِ اِستدلال نہیں اِس لئے کہ خود حضرت امّاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سندِ صحیح کے ساتھ 13رکعات کی روایت بھی مَروی ہے، چنانچہ علّامہ ابن حجر عَسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أَشْكَلَتْ رِوَايَاتُ عَائِشَةَ عَلَى كَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ حَتَّى نَسَبَ بَعْضُهُمْ حَدِيثَهَا إِلَى الِاضْطِرَابِ" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات (کے اِضطراب) نے بہت سے اہل علم کو مُشکل میں ڈال دیا ہے، یہاں تک کہ اُن میں سے بعض نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو مُضطرب قرار دیدیا۔(فتح الباری:3/ 21)

اب یا تو حدیث کو مُضطرب مانا جائے تو اِستدلال درست نہیں رہتا اور یا اِضطراب کو ختم کرنے اور تطبیق دینے کیلئے یہ کہا جائے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث کا اختلاف مختلف اوقات کے اعتبار سے ہے، اِس صورت میں 8رکعت پر تراویح کا اِنحصار باقی نہیں رہتا۔

(2)۔۔حدیثِ مذکور میں تہجّد کی رکعات کو بیان کیا گیا ہے، تراویح کو نہیں، اِس لئے کہ اس میں رمضان اور غیر رمضان دونوں میں نبی کریم ﷺ کا معمول ذکر کیا گیا ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں ہوتی ہے، نیز سائل کا سوال بھی اِس پر دلالت کرنے کیلئے کافی ہے کیونکہ حدیثِ مذکور میں سائل حضرت ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تھا، تَراویح کے بارے میں دریافت نہیں کیا تھا، پس معلوم ہوا کہ یہ تَراویح کا نہیں تہجد کی رکعات کا بیان ہے اور تَراویح الگ چیز ہے تہجّد الگ چیز ہے۔

(3)۔۔حدیثِ مذکور میں ایک سلام سے 4,4 رکعات پڑھنے کا معمول ذکر کیا گیا ہے جبکہ تَراویح ایک سلام کے ساتھ 2,2 رکعت پڑھی جاتی ہیں، حتی کہ وہ لوگ بھی جو 8 رکعات تَراویح کے قائل اور اُس پر عمل پیرا ہیں وہ بھی ایک سلام کے ساتھ 2 رکعت ہی پڑھتے ہیں، گویا حدیثِ مذکور سے اِستدلال کرنے والوں کا خود بھی اس پر عمل نہیں تو وہ دوسروں پر کیسے اِس حدیث کو حجت کے طور پر پیش کرسکتے ہیں۔

(4)۔۔حدیثِ مذکور میں نبی کریم ﷺ کا اِنفرادی طور پر 8 رکعات پڑھنے کا ذکر ہے، جبکہ تَراویح کی نماز مَساجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اِہتمام کیا جاتا ہے، نیز نبی کریم ﷺ نے تین دن جو صحابہ کرام کو تَراویح پڑھائی ہے وہ بھی تو جماعت کے ساتھ ہی تھی، اِس لئے اِس حدیث کو تَراویح پر کیسے محمول کرسکتے ہیں۔

(5)۔۔جمہور مُحدّثین کے نزدیک یہ حدیث قیامِ رمضان (تَراویح) سے متعلّق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلّق تہجّد کی نماز سے ہے، یہی وجہ ہے کہ محدثین نے اِس حدیث کو اپنی کتابوں میں قیامِ رمضان کے اَبواب میں ذکر کرنے کے بجائے تہجد کے ابواب میں بیان کیاہے۔ شارحِ بُخاری، محدّثِ کبیر، حافظ الحدیث علّامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِس حدیث کو تہجد ہی سے متعلّق قرار دیاہے۔(فتح الباری:3/21)

(6)۔۔اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ حدیثِ مذکور میں تَراویح کی آٹھ رکعات کو بیان کیاگیاہے تو سوال یہ پیدا ہوتاہے کہ اِس واضح اور صریح روایت کے ہوتے ہوئے دورِ فاروقی میں جمہور صحابہ کرام رِضوان اللہ علیہم اجمعین نے 8 رکعات تَراویح کی روایت کو ترک کرکے بیس رکعت کو کیوں اختیار کیا، اور ایسا اِتفاق کہ کسی ایک بھی صحابی کا اُس میں کوئی اختلاف منقول نہیں، پھر یہی نہیں بلکہ تابعین، تبع تابعین، فقہاء اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی کو بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس واضح اور صریح روایت پر عمل کرنے کا خیال نہیں آیا۔۔؟؟ کیا تمام صحابہ و تابعین و تبعِ تابعین اور جمہور فقہاء و محدّثین سب ہی (نعوذ باللہ) حدیثِ صریح کی مُخالفت کرنے والے اور دین کی مَن مانی تشریح کرنے والے تھے۔۔؟؟ جن لوگوں کے ذریعہ دین ہم تک پہنچا کیا وہ خود ہی (العیاذ باللہ) اُس پر عمل پیرا نہیں تھے۔۔؟؟

دوسری دلیل اور اُس کا جواب:

عَنْ عِيسَى ابْنِ جَارِيَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرَ فَلَمَّا كَانَتِ الْقَابِلَةُ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ فَلَمْ نَزَلْ فِيهِ حَتَّى أَصْبَحْنَا ثُمَّ دَخَلْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْتَمَعْنَا الْبَارِحَةَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ تُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ:إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ۔(طبرانی صغیر:525)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے مہینے میں ہمیں 8 رکعات اور وتر پڑھائی، جب اگلی رات آئی تو ہم مسجد میں جمع ہوئے اور آپ کے نکلنے کی اُمید لگا کر بیٹھے، اور صبح تک بیٹھے رہے پھر گھر چلے گئے، ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! گذشتہ شب ہم مسجد میں جمع ہوئے تھے اور یہ اُمید لگا کر بیٹھے تھے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے، آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: مجھے اِس بات کا خوف تھا کہ کہیں یہ (تراویح) تم پر فرض نہ ہو جائے۔

جواب: حدیثِ مذکور ضعیف ہے اور اِس کے ضعف پر جمہور محدّثین کا اِتفاق ہے لہٰذا اِس حدیث سے اِستدلال کرتے ہوئے دوسری کثیر اور صحیح روایات کو ترک کرنا کسی بھی طور پر درست نہیں۔ اور حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اِس حدیث کے راوی "عیسیٰ بن جاریہ "ضعیف ہیں، چنانچہ ائمہ جرح و تعدیل نے انہیں "منکر الحدیث" اور ضعیف قرار دیا ہے۔(میزان الاعتدال:3/13)

نیز اِس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے میں عیسی بن جاریہ متفرّد ہیں، نہ کسی اور راوی نے اِس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور نہ ہی کسی اور صحابی سے اِس کا کوئی شاہد منقول ہے، لہٰذا اِس کو قابلِ استدلال قرار نہیں دیا جاسکتا۔

تیسری دلیل اور اُس کا جواب:

مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ قَالَ:أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً۔ (مؤطا،مالک280)

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو 11 رکعات پڑھائیں۔

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے تَراویح کی 8 رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

جواب:

(1)—— حدیثِ مذکور میں رکعات کی تعداد کے بارے میں شدید اِضطراب پایا جاتا ہے، چنانچہ محمدؒ بن یوسف جو اِس حدیث کے مدار ہیں اُن کے 5 شاگرد ہیں ان میں سے تین شاگرد 11 رکعتوں کی روایت، ایک شاگرد 13 کی روایت اور ایک راوی 21 کی روایت نقل کرتے ہیں، لہٰذا یہ قابلِ اِستدلال نہیں ۔(اعلاء السنن:7/84)

(2)—— یہ حدیث حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے مشہور و معروف فیصلہ جو کہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے اُس کے سراسر خلاف ہے، لہٰذا اِس مضطرب حدیث کی وجہ سے دیگر صحیح

احادیث کو ترک نہیں کیا جا سکتا، یہی تو وجہ ہے کہ خود اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اپنی مؤطا میں اِس روایت کو نقل کیا ہے وہ خود اِس حدیث پر عمل پیرا نہیں۔

(3) —— یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا 8 رکعات کا فیصلہ ہوتا تو بعد میں حضرت عُثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی اُسی فیصلہ کی اِتباع کرتے ہوئے 8 رکعات کے قائل ہوتے، نیز صحابہ کرام کا بھی اِسی پر عمل ہوتا حالآنکہ سابقہ گزری ہوئی کثیر احادیث و روایات میں صحابہ کا عمل اِس کے بالکل خلاف یعنی بیس رکعات پر عمل کرنے کا ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ 8 رکعات تراویح حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہرگز نہیں تھا۔

●—●—●—●—●

﴿مرد وعورت کی نماز کا فرق﴾

بہت سے لوگ یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں کہ مرد وعورت کی نماز کا فرق احادیث سے ثابت نہیں، دونوں کی نماز کا طریقہ کار ایک ہی ہے، حالآنکہ یہ حقیقت اورواقعہ کے سراسر خلاف ہے، نبی کریم ﷺ سے نے مرد وعورت کی نماز میں فرق بیان کیا ہے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اِس فرق کالحاظ رکھا کرتے اور بیان کیا کرتے تھے اور یہی تابعین، تبع تابعین، اَسلاف اور اُمّت کے ائمہ مجتہدین کامسلک تھا جیسا کہ آگے آنے والی احادیث سے یہ واضح ہو جائے گا۔

مرد وعورت کی نماز میں عمومی فرق پر مشتمل احادیث:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ الْأَوَّلُ، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ الصَّفُّ الْآخِرُ ،وَكَانَ يَأْمُرُ الرِّجَالَ أَنْ يَتَجَافَوْا فِي سُجُودِهِمْ، وَيَأْمُرُ النِّسَاءَ يَنْخَفِضْنَ فِي سُجُودِهِنَّ، وَكَانَ يَأْمُرُ الرِّجَالَ أَنْ يَفْرِشُوا الْيُسْرَى، وَيَنْصِبُوا الْيُمْنَى فِي التَّشَهُّدِ، وَيَأْمُرُ النِّسَاءَ أَنْ يَتَرَبَّعْنَ وَقَالَ:يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ أَبْصَارَكُنَّ فِي صَلَاتِكُنَّ تَنْظُرْنَ إِلَى عَوْرَاتِ الرِّجَالِ۔(سنن کبریٰ بیہقی:3198)

ترجمہ: صحابیِ رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: مردوں کی سب سے بہترین صف پہلی اور عورتوں کی سب سے بہترین آخری ہے، آپ ﷺ مردوں کو کھل کر سجدہ کرنے کا حکم دیتے تھے اور عورتوں کو

اس بات کا حکم دیا کرتے تھے کہ وہ سمٹ کر سجدہ کریں، اور آپ ﷺ مردوں کو اِس بات کا حکم دیا کرتے تھے کہ وہ تشہد کی حالت میں اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر دایاں پاؤں کھڑا کریں، اور عورتوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ وہ سمٹ کر (یعنی تورّک کے ساتھ زمین پر سرین رکھ کر) بیٹھیں، اور فرماتے: اے عورتو! تم لوگ نماز اپنی آنکھوں کو اٹھایا مت کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری نگاہ مردوں کے ستر پر پڑ جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ، فَقَالَ: «تَجْتَمِعُ وَتَحْتَفِرُ»۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 2778)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرتبہ عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: " تَجْتَمِعُ وَتَحْتَفِرُ "خوب اچھی طرح اکٹھے ہو کر اور سمٹ کر نماز پڑھے۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: تَجْتَمِعُ الْمَرْأَةُ إِذَا رَكَعَتْ تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلَى بَطْنِهَا، وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ، فَإِذَا سَجَدَتْ فَلْتَضُمَّ يَدَيْهَا إِلَيْهَا، وَتَضُمَّ بَطْنَهَا وَصَدْرَهَا إِلَى فَخِذَيْهَا، وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ۔ (عبد الرزاق: 5069)

ترجمہ: حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ارشاد فرمایا: عورت رکوع کرتے ہوئے سمٹ کر رکوع کرے گی چنانچہ اپنے ہاتھوں کو اُٹھا کر اپنے پیٹ کے ساتھ ملالے گی، اور جتنا ہو سکے سمٹ کر رکوع کرے گی، پھر جب سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے (جسم کے) ساتھ ملالے گی، اور اپنے پیٹ اور سینہ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملالے گی اور اور جتنا ہو سکے سمٹ کر سجدہ کرے گی۔

فائدہ: اِس حدیث سے عورت کی نماز کا اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی پوری نماز میں شروع شروع سے آخر تک اِس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ وہ نماز میں زیادہ سے زیادہ سمٹ کر ارکان کی ادائیگی کرے، چنانچہ حدیثِ مذکور میں بار بار " **وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ** " کے الفاظ اِسی ضابطہ کو بیان کر رہے ہیں۔

عورت ہاتھ کیسے اور کہاں تک اُٹھائے گی:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "**يَا وَائِلُ بْنَ حُجْرٍ، إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ، وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا**" اے وائل! جب تم نماز پڑھنے لگو تو دونوں ہاتھ کانوں کے برابر اٹھاؤ، اور عورتیں اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتیوں تک اٹھائیں۔ (طبرانی کبیر: 22/19)

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَتُشِيرُ الْمَرْأَةُ بِيَدَيْهَا كَالرِّجَالِ بِالتَّكْبِيرِ قَالَ: «لَا تَرْفَعُ بِذَلِكَ يَدَيْهَا كَالرِّجَالِ، وَأَشَارَ فَخَفَضَ يَدَيْهِ جِدًّا وَجَمَعَهُمَا إِلَيْهِ» وَقَالَ: «إِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ»۔ (مصنف عبد الرزاق: 5066)

ترجمہ: حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا عورت تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو مردوں کی طرح اٹھائے گی؟ تو حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، عورت اپنے ہاتھوں کو مردوں کی طرح نہیں اٹھائے گی۔ اس کے بعد انہوں نے (سکھلانے کے لئے) بہت پست انداز میں اپنے ہاتھوں سے (تکبیر کا) اشارہ کیا اور ہاتھوں کو اپنی طرف سمیٹ کر رکھا، اور فرمایا: **إِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ**۔ عورت کی حالت (نماز کے بہت سے افعال میں) مرد کی طرح نہیں ہے۔

عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ زَيْتُونٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، تَرْفَعُ كَفَّيْهَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا حِينَ تَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:2470)

ترجمہ: حضرت امّ درداء رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ وہ نماز کو شروع کرتے ہوئے (یعنی تکبیر تحریمہ کہتے وقت) اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک اُٹھایا کرتی تھیں۔

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ:أنا شَيْخٌ لَنَا،قَالَ:سَمِعْتُ عَطَاءً،سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ: كَيْفَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ؟قَالَ:«حَذْوَ ثَدْيَيْهَا»۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:2471)

ترجمہ: حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے عورت کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ نماز میں کہاں تک اپنے ہاتھ اُٹھائے گی؟ آپ نے اِرشاد فرمایا: اپنی چھاتیوں تک۔

اِمام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن شہاب زھری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول نقل فرماتے ہیں: ”تَرْفَعُ يَدَيْهَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا“یعنی عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک اُٹھائے گی۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:2471)

عَنْ حَمَّادٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْمَرْأَةِ إِذَا اسْتَفْتَحَتِ الصَّلَاةَ:«تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلَى ثَدْيَيْهَا»۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:2473)

ترجمہ: حضرت حمّاد رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ عورت نماز کو شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اپنی چھاتی تک اُٹھائے گی۔

عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، قَالَ: «رَأَيْتُ حَفْصَةَ بِنْتَ سِيرِينَ، كَبَّرَتْ فِي الصَّلَاةِ، وَأَوْمَأَتْ حَذْوَ ثَدْيَيْهَا»۔(مصنّف ابن ابی شیبہ:2475)

ترجمہ: حضرت عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ بنتِ سیرین رحمۃ اللہ علیہا کو دیکھا کہ اُنہوں نماز کی تکبیر کہتے ہوئے اپنے ہاتھ چھاتی تک اُٹھائے۔

عورت اپنے ہاتھ قیام کی حالت میں کیسے رکھے گی:

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ:تَجْمَعُ الْمَرْأَةُ يَدَيْهَا فِي قِيَامِهَا مَا اسْتَطَاعَتْ۔(مصنف عبد الرزاق:5067)

ترجمہ: حضرت ابن جریج حضرت عطاء کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ عورت بحالت قیام اپنے ہاتھوں کو جتنا سمیٹ سکتی ہے سمیٹے گی۔

عورت رکوع کیسے کرے گی:

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: تَجْتَمِعُ الْمَرْأَةُ إِذَا رَكَعَتْ تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلَى بَطْنِهَا، وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ۔(مصنف عبد الرزاق:5069)

ترجمہ: حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اِرشاد فرمایا: عورت رکوع کرتے ہوئے سمٹ کر رکوع کرے گی چنانچہ اپنے ہاتھوں کو اُٹھاکر اپنے پیٹ کے ساتھ ملالے گی، اور جتنا ہوسکے سمٹ کر رکوع کرے گی۔

عورت سجدہ کیسے کرے گی:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم:إِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَتْ فَخِذَهَا عَلَى فَخِذِهَا الْأُخْرَى،وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا فِي فَخِذَيْهَا كَأَسْتَرِ مَا يَكُونُ لَهَا، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَقُولُ:يَا مَلَائِكَتِي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهَا۔(سنن کبریٰ بیہقی:3199)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی (دائیں) ران کو دوسری (بائیں) ران پر رکھے یعنی سمٹ جائے اور سجدہ میں جائے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اس طرح ملائے کہ پردہ کالحاظ

زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔ اللہ تعالی اس عورت کی طرف دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ: اے فرشتو! تم گواہ بن جاؤ، میں نے اس عورت کی مغفرت کر دی۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلَى امْرَأَتَيْنِ تُصَلِّيَانِ فَقَالَ: «إِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ»۔ (سنن کبریٰ بیہقی:3201)

ترجمہ: حضرت یزید بن حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹادو، اس لئے کہ اس (سجدہ کرنے) میں عورت مرد کی طرح نہیں ہے۔

وَكَانَ يَأْمُرُ الرِّجَالَ أَنْ يَتَجَافَوْا فِي سُجُودِهِمْ، وَيَأْمُرُ النِّسَاءَ يَنْخَفِضْنَ فِي سُجُودِهِنَّ، وَكَانَ يَأْمُرُ الرِّجَالَ أَنْ يَفْرِشُوا الْيُسْرَى، وَيَنْصِبُوا الْيُمْنَى فِي التَّشَهُّدِ، وَيَأْمُرُ النِّسَاءَ أَنْ يَتَرَبَّعْنَ۔ (سنن کبریٰ بیہقی:3198)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مردوں کو کھل کر سجدہ کرنے کا حکم دیتے تھے اور عورتوں کو اس بات کا حکم دیا کرتے تھے کہ وہ سمٹ کر سجدہ کریں۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ، وَلْتُلْصِقْ فَخِذَيْهَا بِبَطْنِهَا»۔ (مصنف عبد الرزاق:5072)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ عورت جب سجدہ کرے تو اسے چاہیے کہ سمٹ کر کرے اور اپنی رانوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر سجدہ کرے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اَلْمَرْأَةُ تَضْطَمُّ فِي السُّجُودِ" کہ عورت سجدے میں اپنے آپ کو سمیٹے گی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 2781)

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْحَسَنِ، وَقَتَادَةَ، قَالَا: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَإِنَّهَا تَنْضَمُّ مَا اسْتَطَاعَتْ، وَلَا تَتَجَافَى لِكَيْ لَا تَرْفَعَ عَجِيزَتَهَا»۔ (مصنف عبد الرزاق: 5068)

ترجمہ: حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہما کا یہ قول منقول ہے کہ: جب عورت سجدہ کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنے آپ کو سمیٹے، اور اپنے پیٹ کو رانوں سے جدا نہ کرے، کہیں اس کی سرین نہ اٹھ جائیں۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا»۔ (ابن ابی شیبہ: 2777)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب عورت سجدہ کرے تو سرین کے بل بیٹھے اور اپنی دونوں رانوں کو ملا کر رکھے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ بَطْنَهُ عَلَى فَخِذَيْهِ إِذَا سَجَدَ كَمَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 2780)

ترجمہ: حضرت مُجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ اِس بات کو ناپسند کیا کرتے تھے کہ کوئی مرد سجدہ کرتے ہوئے عورت کی طرح اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر رکھے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا، وَلْتَضَعْ بَطْنَهَا عَلَيْهِمَا»۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 2779)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے: جب عورت سجدہ کرے تو اُسے چاہیئے کہ وہ اپنی رانوں کو ملالے اور اپنے پیٹ کو اُن دونوں رانوں پر رکھ دے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَلْزَقْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا، وَلَا تَرْفَعْ عَجِيزَتَهَا، وَلَا تُجَافِي كَمَا يُجَافِي الرَّجُلُ»۔(مصنف ابن ابی شیبہ:2782)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ چپکا دے، اور اپنی سرین کو اُٹھا کر نہ رکھے اور مَردوں کی طرح کھل کر سجدہ نہ کرے(یعنی اپنے جسم کو الگ الگ کرکے نہ رکھے)۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:«كَانَتْ تُؤْمَرُ الْمَرْأَةُ أَنْ تَضَعَ ذِرَاعَهَا وَبَطْنَهَا عَلَى فَخِذَيْهَا إِذَا سَجَدَتْ، وَلَا تَتَجَافَى كَمَا يَتَجَافَى الرَّجُلُ، لِكَيْ لَا تَرْفَعْ عَجِيزَتَهَا»۔(مصنف عبد الرزاق:5071)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ سجدہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں اور پیٹ کو اپنی ران پر رکھے اور مردوں کی طرح کھل کر (الگ الگ ہوکر) سجدہ نہ کرے تاکہ اُس کی سُرین (مردوں کی طرح) نہ اُٹھ جائے۔

عورت نماز میں کیسے بیٹھے گی:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ:تَجْلِسُ الْمَرْأَةُ مِنْ جَانِبٍ فِي الصَّلَاةِ۔(ابن ابی شیبہ:2792)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مَروی ہے، فرماتے ہیں: عورت نماز میں(جلسہ اور قعدہ میں) ایک جانب ہوکر(یعنی بائیں سرین پر تورّک کے ساتھ) بیٹھے۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ أَبِي عُبَيْدٍ «إِذَا جَلَسَتْ فِي مَثْنَى أَوْ أَرْبَعٍ تَرَبَّعَتْ»۔(مصنف عبد الرزاق:5074)

ترجمہ: حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہ بنت ابی عُبید رضی اللہ عنہا جب نماز میں پہلے یا دوسرے قعدہ میں بیٹھتیں تو سمٹ کر (تورّک کے ساتھ) بیٹھا کرتی تھیں۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ:«جُلُوسُ الْمَرْأَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ كَجُلُوسِهَا مَثْنَى»۔(مصنف عبد الرزاق:5076)

ترجمہ: حضرت ابن جریج حضرت عطاء سے نقل فرماتے ہیں کہ عورت کا دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) بیٹھنا اُسی طرح ہوگا جیسے وہ قعدہ میں بیٹھتی ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «تُؤْمَرُ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلَاةِ فِي مَثْنَى أَنْ تَضُمَّ فَخِذَيْهَا مِنْ جَانِبٍ»۔(مصنف عبد الرزاق:5077)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت کو حکم دیا جائے گا کہ وہ نماز میں دو رکعت پر (یعنی قعدہ میں) اِس طرح بیٹھے کہ وہ اپنی رانوں کو ایک جانب ملالے (یعنی تورّک کے ساتھ بیٹھے)۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: «تَجْلِسُ الْمَرْأَةُ فِي مَثْنَى كَيْفَ شَاءَتْ إِذَا اجْتَمَعَتْ»۔(مصنف عبد الرزاق:5078)

ترجمہ: حضرت ابن جریج حضرت عطاء کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: عورت قعدہ میں جس طرح چاہے بیٹھے بشرطیکہ وہ سمٹ کر بیٹھے۔

نماز میں عورتوں کی مخصوص صورتیں:

عورتوں کی نماز کے وہ خصوصی مسائل جس میں وہ مردوں سے ممتاز ہیں، وہ یہ ہیں:

(1) عورتوں کو قیام کی حالت میں دونوں پاؤں ملے ہوئے رکھنے چاہئیں، اِس طرح کہ اُن میں فاصلہ نہ ہو، اسی طرح رکوع و سجود میں بھی ٹخنے ملا کر رکھنے چاہیئے۔

(2) عورتوں کو خواہ سردی وغیرہ کا عذر ہو یا نہ ہو ہر حال میں چادر یا دوپٹہ وغیرہ کے اندر ہی سے ہاتھ اٹھانے چاہیئے، ہاتھوں کو باہر نہیں نکالنا چاہیئے۔

(3) عورتوں کو تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے صرف اپنے کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھانے چاہیئے۔

(4) عورت کو تکبیر تحریمہ کے بعد سینہ پر چھاتی کے نیچے یا اوپر ہاتھ رکھنے چاہئیں۔

(5) عورت کو اپنی داہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے۔

(6) عورت کو رکوع میں زیادہ جھکنا نہیں چاہئے بلکہ اتنا جھکے کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(7) عورت کو رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں پر کشادہ کیے بغیر ملا کر رکھنی چاہئیں۔

(8) عورت رکوع میں اپنے ہاتھوں پر سہارا نہ دے، اُسے چاہیئے کہ رکوع میں ہاتھ صرف گھٹنوں پر رکھے، گھٹنوں کو پکڑنا نہیں چاہیئے۔

(9) عورت رکوع میں اپنے گھٹنوں کو جھکائے رکھے۔

(10) عورت کو رکوع میں اپنی کہنیاں اپنے پہلوؤں سے ملی ہوئی رکھنی چاہئیں یعنی سمٹی ہوئی رہیں۔

(11) عورت کو سجدے میں کہنیاں زمین پر بچھی ہوئی رکھنی چاہئیں۔

(12) سجدے میں دونوں پاؤں انگلیوں کے بل کھڑے نہیں رکھنے چاہئیں بلکہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھے اور خوب سمٹ کر اور سکڑ کر سجدہ کرے یعنی سرین نہ اٹھائے۔

(13) سجدے میں پیٹ رانوں سے ملا ہوا ہونا چاہئے یعنی پیٹ کو رانوں پر بچھا دے۔

(14) بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں، غرضیکہ عورتوں کو چاہیئے کہ سجدے میں بھی سمٹی ہوئی رہیں۔

(15) قعدہ میں بیٹھتے وقت مردوں کے برخلاف دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا چاہئے یعنی سرین زمین پر رہے، پاؤں پر نہ رکھے۔

(16) عورتوں کو قعدہ میں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھنی چاہیئے۔

(17) جب کوئی امر نماز میں پیش آئے مثلاً عورت کی نماز کے آگے سے کوئی گزرے تو "تصفیق" کرے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے اور مردوں کی طرح سبحان اللہ نہ کہے۔

(18) مردوں کی امامت نہ کرے۔

(19) نماز میں صرف عورتوں کی جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے (مردوں کے لئے جماعت واجب ہے)

(20)عورتیں اگر جماعت کریں تو جو عورت امام ہو وہ صف کے بیچ میں کھڑی ہو، مردوں کی طرح آگے بڑھ کر کھڑا ہونا درست نہیں۔

(21)عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔

(22)مردوں کی جماعت میں عورت مردوں سے پیچھے کھڑی ہو۔

(23)عورتوں پر جمعہ فرض نہیں لیکن اگر پڑھ لیں تو صحیح ہو جائے گا اور ظہر کی نماز ساقط ہو جائے گی۔

(24)عورت پر عیدین کی نماز واجب نہیں۔

(25)عورتوں پر ایامِ تشریق میں فرض نمازوں کے بعد تکبیر واجب نہیں۔(لیکن راجح یہ ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی واجب ہے، البتہ مردوں کی طرح جہر نہ کرے، آہستہ آواز میں کہے۔ از مرتب)

(26)عورت کیلئے نمازِ فجر مردوں کی طرح اجالا ہونے کے بعد پڑھنا مستحب نہیں، بلکہ جلدی اندھیرے میں پڑھ لینا مستحب ہے۔

(27)عورتوں کو نماز میں کسی بھی وقت بلند آواز سے قرآت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ہر جہری نماز میں بھی آہستہ قرآت کرنا واجب ہے بلکہ جن فقہا کے نزدیک عورت کی آواز داخل ستر ہے اُن کے نزدیک جہر کے ساتھ قرآت کرنے سے عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(28)عورت اذان نہ دے۔(عمدۃ الفقہ:2/114،115، تلخیص)

☆___☆___☆